عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

انٹرنیشنل

جلد نمبر ۱۰ ۔ شمارہ نمبر ۳

ختم نبوۃ

KHATME NUBUWWAT
(AN INTERNATIONAL WEEKLY MAGAZINE)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ہیں مدح سرا جن کے اپنے بھی پرائے بھی

نسبت باری سب پہ بھاری

اسلام قبول کرنیکے بعد مجھے قلبی سکون مل گیا

مالیر کوٹلہ کے ایک نومسلم (سابق ہندو) کے تاثرات

انسانیت موت کے کٹہرے میں

دُنیا میں ہزاروں مسائل ایسے ہیں جن پر ہر دور میں ایک نے دوسرے سے اختلاف کیا ہے لیکن موت ایک ایسی حقیقت ہے جس پر تمام مذاہب عالم کا اتفاق ہے

ختم نبوت ۔ مرزا قادیانی کے نزدیک ، مرزائی عقیدہ کے علاوہ مرزا قادیانی کے "دوغلے" کردار کی مختصر سی نشاندہی

بھیڑ نما بھیڑیئے ۔ آج دم توڑتی مرزائیت پھر اسلام کے نام پر عیسائیت کے مقابلے کا بہانہ کرکے میدان میں آنا چاہتی ہے ۔

آپ کے مسائل

فقیر کا پانچ سو سال پہلے جنت میں جانا

نصیر الدین شیخ۔ کنڈہ کوٹ

س: حدیث شریف میں آتا ہے کہ مسکین مسلمان پانچ سو سال پہلے غنی مسلمان سے جنت میں جائیگا۔ اس میں یہ خلش ہے کہ غنی مومن بھی اعمال مسکین والے کرتا ہے اور اپنے مال سے غریبوں اور مسکینوں اور یتامٰی اور ذوی القربٰی کی بھی دیکھ بھال کرتا ہے تو انصاف کا تقاضا بھی یہی ہے کہ غنی پہلے جائے کیونکہ سخاوت زیادہ عمل ہے اور مسکین بیچارہ سخاوت سے بہرہ ور نہیں در نہ تو کم از کم دونوں اکٹھے جائیں لہٰذا آپ اس خلش کو دور فرما دیں۔

جواب: یہ حدیث فقراء مہاجرین کے بارے میں ہے کہ وہ مالداروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہونگے بعض روایات میں ۴۰ سال کا ذکر ہے بعض میں سو سال کا اور یہ فقراء کے حالات کے اختلاف کی بنا پر ہے اور یہ فضیلت فقیر صابر کی ہے، فقیر شاکی کی نہیں۔ فقراء کا اغنیاء سے پہلے جنت میں جانا۔ واللہ اعلم۔ اس بنا پر ہوگا کہ اغنیاء حساب و کتاب میں مشغول ہوں گے جبکہ فقراء اس سے فارغ البال ہونگے۔

توبہ کا کیا طریقہ ہے

ایک صاحب، کراچی

س: ایک شخص جو کہ مسبوق ہو مثلاً اس کی ظہر کی چار رکعت نکل جائے تو وہ شخص قعدہ اولیٰ میں تو صرف التحیات پڑھے گا، پھر قعدہ آخیرہ میں وہ شخص صرف التحیات پڑھے گا یا اس کے ساتھ درود شریف بھی پڑھے گا اور یہ تو اس کے لیے قعدہ آخیرہ نہیں ہے؟

جواب: مسبوق درود شریف نہیں پڑھے گا بلکہ صرف عبدہ ورسولہ تک التحیات پڑھے گا یا تو اتنی آہستہ پڑھے کہ امام کے فارغ ہونے تک التحیات سے فارغ ہو یا شہادت کی تکرار کرتا رہے یا خاموش رہے۔

س: کیا فرض نماز یا نفل نماز میں پہلی رکعت میں چھوٹی سورت پھر دوسری رکعت میں بڑی سورت پڑھ سکتا ہے مثلاً پہلی رکعت میں والعصر پڑھے پھر دوسری رکعت میں أرأیت الذی پڑھے۔ کیا یہ صورت جائز ہے۔

جواب: دوسری رکعت کو قصداً لمبا کرنا فرض میں مکروہ ہے اگر سورت شروع کر لی جائے تو اس کو پورا کرلے۔

س: توبہ کا کیا طریقہ ہے۔

جواب: اپنے کئے پر پشیمان ہو کر معافی مانگے آئندہ نہ کرنے کا عزم کرے اور جو کوتاہی ہوگئی ہے اس کی تلافی کرے۔

س: کیا بڑے آدمی مثلاً وزیر اعظم یا وزیر اعلیٰ کے بارے میں برا بھلا کہنا یا ان کی برائیاں بیان کرنا بھی غیبت میں شمار ہوتا ہے۔

جواب: نہ ہونے کی کیا وجہ ہے؟ البتہ کھلم کھلا فاسق کی غیبت جائز ہے۔

اعضاء کی پیوند کاری

لبنیٰ اسلم، کراچی

س: کیا آنکھوں کا عطیہ دینا جائز ہے یا نہیں۔ جس کا جواب آپ نے نفی میں دیا ہے۔ گذارش یہ ہے کہ میں ایک میڈیکل کی طالبہ ہوں اور آپ کے جواب سے متفق نہیں ہوں اور اپنا نقطۂ نظر پیش کرنے کے لئے مندرجہ ذیل دلائل پیش کرتی ہوں۔ آنکھوں کا عطیہ دینا بالکل جائز ہے بلکہ ایک بڑا کار ثواب ہے کیونکہ اللہ تعالے نے جتنے حقوق بندوں کے بندوں کے لیے رکھے ہیں، ان کا حساب نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تم اپنے بھائی کے لیے کچھ نہ کر سکو تو کم از کم ایک مسکراہٹ کا عطیہ ہی اسے دیدو۔ اندازہ فرمائیں کہ اگر کوئی شخص اپنے جسم کا ایک حصہ یا ایک اعضاء کسی دوسرے انسان کی زندگی بچانے کے لیے دے دیتا ہے تو اس میں کیا حرج ہوگا۔ یہی آنکھ جو کسی اندھیری زندگی میں اجالے کے لیے عطیہ کی گئی ہو تو اس کی یہ نیکی ہی اس کے لیے نور بن سکتی ہے۔ یہی نیکی اس کے لیے جنت کی راہ بھی ہوگی۔ آپ نے فرمایا ہے کہ مرنے کے بعد بندہ اپنے اعضاء کا مالک نہیں رہتا تو محترم آپ کا کیا خیال ہے کہ زندگی میں کیا انسان ان چیزوں کا مالک ہے؟ زندگی اور موت تو باری تعالے کی ہی امانت ہے لہٰذا اگر وہ ذات چاہے تو زندگی میں ہی یہ چیزیں واپس لے سکتی ہے۔ ایسی ہزاروں مثالیں اس دنیا میں جیتی جاگتی موجود ہیں کہ کوئی آنکھ سے اور کوئی ٹانگ سے اور کوئی ہاتھ سے محروم ہوگیا ہے۔ اللہ کی ذات کہ دولت، صحت، اولاد وغیرہ سے ہی اپنے بندوں کو آزماتی ہے۔ یہ سب کچھ اسی کا عطا کردہ ہے اور وہی آزماتا ہے کہ ہم اس کے بندوں کے لیے کس کس قربانی کے لیے تیار رہتے ہیں اور اگر قربانی پر پورا اترنے والوں کا وجود ختم ہو جائے تو شاید دنیا سے نیکی کا وجود بھی ختم ہو جائیگا۔

آپ کا خیال ہے کہ مرنے کے بعد انسان کو ان اعضاء کی ضرورت ہوگی تو اگر انسان کو مرنے کے بعد کی زندگی کے لیے مکمل جسم کی ضرورت ہے تو کیا اسے قائم اور صحت مند رکھنے کے لیے غذا، ہوا، پانی کی ضرورت نہیں تو کیا قبروں میں یہ چیزیں بھی رکھ دینی چاہئیں۔ میرے خیال میں یہ غلط ہے کیونکہ جسم کی ضرورت یا حیثیت تو اس دنیا میں ہی ختم ہو جاتی ہے اور باقی تمام روح کا معاملہ رہ جاتا ہے یعنی جو کچھ مرنے کے بعد کی زندگی میں ہوگا، وہ روحانی ہوگا ویسے اگر بات مان بھی لی جائے تو میڈیکل پوائنٹ آف ویو سے تو انسانی جسم ایک خاص مدت کے بعد مٹی ہو جاتا

باقی صفحہ ۲۷ پر

ہفت روزہ

ختم نبوت

انٹرنیشنل

۲ تا ۸ ذی الحجہ ۱۴۱۱ھ مطابق ۱۴ تا ۲۰ جون ۱۹۹۱ء | جلد نمبر ۱۰ | شمارہ نمبر ۳

مدیر مسئول عبدالرحمٰن باوا

اِس شمارے میں

۱	آپ کے مسائل اور ان کا حل	۲
۲	صلی اللہ علیہ وسلم (نعت)	۴
۳	پاکستان ٹیلی ویژن، وزارت مواصلات اور قادیانی (اداریہ)	۵
۴	محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم	۶
۵	عہد نبوی میں مسلمانوں کے ایمان افروز کارنامے	۸
۶	نسبت باری سب پہ بھاری	۹
۷	نظام الملک طوسیؒ	۱۱
۸	مسلمانوں کی ذمہ داریاں	۱۲
۹	انسانیت موت کے کٹہرے میں	۱۵
۱۰	ایک نومسلم (سابق ہندو) کے تاثرات	۱۶
۱۱	بھیڑ نما بھیڑیئے	۱۷
۱۲	ختم نبوت مرزا قادیانی کے نزدیک	۲۰
۱۳	شوکا مرزائی (آخری قسط)	۲۲
۱۴	غیبت، چغل خوری، عیب جوئی (قسط ۲)	۲۴

ایڈیٹر و پبلشر: عبدالرحمٰن یعقوب باوا — طابع: سید شاہد حسن — مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۱۰۳، بنوریہ ٹاؤن کراچی

سرپرست

شیخ المشائخ حضرت مولانا
خان محمد صاحب مدظلہٗ
امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

مجلس ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر | مولانا محمد یوسف لدھیانوی
مولانا منظور احمد الحسینی | مولانا بدیع الزمان

سرکولیشن منیجر

محمد انور

رابطہ دفتر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت
جامع مسجد باب الرحمت ٹرسٹ
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ
کراچی ۷۴۴۰۰ پاکستان
فون نمبر 7780337

LONDON OFFICE:
35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PH: 071-737-8199.

چندہ

سالانہ	۱۵۰ روپے
ششماہی	۷۵ روپے
سہ ماہی	۴۵ روپے
فی پرچہ	۳ روپے

چندہ

غیر ممالک سے سالانہ بذریعہ ڈاک
۴۵ ڈالر

چیک / ڈرافٹ بنام "ویکلی ختم نبوت"
الائیڈ بنک بنوری ٹاؤن برانچ
اکاؤنٹ نمبر ۳۶۳ کراچی پاکستان
ارسال کریں

صلی اللہ علیہ وسلم

لطف و کرم اور جود و عنایت صلی اللہ علیہ وسلم
قصرِ محبت کا رخ اخوت صلی اللہ علیہ وسلم

ہم سب دھوپ میں جھلس رہے تھے دور تلک سایا نہ تھا
آپ نے تان دی چادرِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم

کل بھی دُنیا دیکھ رہی تھی آج بھی دُنیا دیکھ رہی ہے
آپؐ کے سر پر تاجِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم

بدر کا میداں ہو یا خندق، احد پہاڑ ہو یا خیبر
کب ہے کسی میں آپؐ سی جرأت صلی اللہ علیہ وسلم

شہر مدینے کی گلیاں ہوں اور غلام ہو آپؐ کا آقا
ایک یہی ہے دِل کی حسرت صلی اللہ علیہ وسلم

آپؐ نے بخشا نورِ بصیرت آپؐ نے ہم کو جینا سکھایا
آپؐ مجسم رشد و ہدایت صلی اللہ علیہ وسلم

آج ذکی آنکھیں پُرنم ہیں اور زباں پر جاری ہے
ذکرِ محمدؐ نعتِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم

م۔ت۔ ذکی منڈی بہاؤالدین

پاکستان ٹیلیویژن ، وزارتِ مواصلات اور قادیانی

عید الاضحیٰ قریب آرہی ہے اور عوام میں یہ تاثر پھیلتا جا رہا ہے کہ جس طرح گذشتہ عید الفطر کے موقع پر قادیانیوں کے بھگوڑے پیشوا مرزا طاہر کا "خطبہ" براہ راست لندن سے کراچی ریلے کیا گیا۔ اسی طرح عید الاضحیٰ کے موقعہ پر بھی ریلے کیا جائے گا۔ بتایا جاتا ہے کہ وزارت مواصلات میں کوئی افسر ہے جس نے مرزا طاہر کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے یہ "کارنامہ" انجام دیا ہے۔ گذشتہ دنوں اسمبلی میں یہ مسئلہ پیش ہوا تھا کہ کلیدی عہدوں پر کتنے قادیانی ہیں؟ تو وقفۂ سوالات کے دوران بتایا گیا کہ صرف چھ قادیانی ہیں اور ان چھ کے نام بھی بتائے گئے حالانکہ یہ سراسر غلط ہے۔ صرف فوج کے اہم عہدوں پر ۳۸ قادیانی ہیں اور سول میں تو انکی تعداد ان گنت ہے۔

ابھی پچھلے دنوں قادیانی پیشوا مرزا طاہر نے اپنی جماعت اور اہم عہدوں پر متعین قادیانیوں کو لندن سے خصوصی ہدایات جاری کی ہیں کہ ان میں یہ ہدایت نمایاں ہے کہ کوئی قادیانی جو کسی بھی عہدے پر ہے وہ خود کو قادیانی شو نہ کرے بلکہ مسلمان ہی ظاہر کرے۔ کیونکہ اگر اس نے خود کو قادیانی ظاہر کیا تو ہو سکتا ہے کہ وہ اپنی ملازمت سے ہاتھ دھو بیٹھے جو جماعت کے لیے خسارے کا باعث ہوگا۔ اس ہدایت کے بعد تمام قادیانی افسروں نے خود پر منافقت کا لبادہ اوڑھ لیا ہے اور وہ خود کو مسلمان ظاہر کرنے لگے ہیں۔ اس لیے ہمارا حکمران طبقہ ان سے دھوکہ کھا رہا ہے اور ان کے بارے میں یہ تحقیق کرنے کی کوشش نہیں کر رہا کہ یہ جھوٹ بول رہے ہیں یا سچ۔ یہی وجہ ہے کہ اب قادیانی افسروں نے اپنی سرگرمیاں تیز کر دی ہیں۔ ٹی وی سے گذشتہ عید الفطر کا "خطبہ" براہ راست پاکستان نشر کرنا اس کا واضح ثبوت اور کھلا ثبوت ہے۔ اور ۱۹۸۴ء کے آرڈیننس کی ۲۹۸ کے سراسر خلاف ہے جو کہ مندرجہ ذیل ہے۔

"قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو بلا واسطہ یا بالواسطہ خود کو مسلمان ظاہر کرے یا اپنے مذہب کو اسلام کے طور پر موسوم کرے یا منسوب کرے یا الفاظ کے ذریعے خواہ وہ زبانی ہوں یا تحریری یا مرئی نقوش کے ذریعے اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے یا دوسروں کو اپنا مذہب قبول کرنے کی دعوت دے یا کسی بھی طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو مجروح کرے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لیے دی جائے گی جو تین سال تک ہو سکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔ (کتابچہ۔ نئے آرڈیننس کا اجراء ص ۹)

مرزا طاہر نے جو نام نہاد خطبہ دیا ہے اس پر آرڈیننس کی مذکورہ دفعہ ۲۹۸، لاگو ہوتی ہے۔ کیونکہ

- اس نے خطبہ پر یہ تاثر دیا ہے کہ اس کا مذہب اسلام ہے جو کہ سراسر غلط بیانی ہے۔
- پھر اس نے جا بجا قرآنِ پاک کی آیتیں پڑھی ہیں، مرتد، زندیق اور کافر ہونے کی وجہ سے اسے قرآن کریم کی آیتیں پڑھنے کا قطعاً حق حاصل نہیں ہے۔
- تیسرے یہ کہ اس نے اپنے کو بلا واسطہ یا بالواسطہ مسلمان ظاہر کیا ہے۔
- چوتھے یہ کہ اس نے اپنے ارتدادی نظریات اور مذہب کی تبلیغ کی ہے۔

چونکہ نام نہاد خطبہ پاکستان ٹیلیویژن سے نشر کیا ہے۔ اس لیے اس سازش میں وزارت مواصلات، وزارت اطلاعات اور خود مرزا طاہر شریک ہے اس لیے آرڈیننس کی دفعہ ۲۹۸ کے تحت وزارت مواصلات و اطلاعات کے ذمہ دار اہل کاروں اور خود مرزا طاہر کے خلاف مقدمہ درج کیا جائے اور انہیں مذکورہ بالا دفعات کے تحت (جو کہ ہمارے نزدیک انتہائی کم تر درجہ کی ہے) سزا دی جائے۔

جن افسران نے مرزا طاہر کا نام نہاد خطبہ نشر کرنے کا پروگرام ترتیب دیا ہے۔ ان کے نام معلوم کرنا کوئی مشکل کام نہیں۔ یہ پروگرام یقیناً ریکارڈ پر موجود ہوگا اس سے بآسانی معلوم کیے جا سکتے ہیں۔ ممکن ہے کہ خطبہ نشر کرنے کا خاطر خواہ معاوضہ لیا ہو جس نے معاوضہ دلوایا، اور جس نے وصول کیا اور جو درمیان میں واسطہ یا ذریعہ بنا اس سے بھی ناموں کا پتہ چل سکتا ہے۔ اگر ان سازشی افسران کو سزا نہ دی گئی تو یہ لوگ عید الاضحیٰ کے موقعہ پر بھی ایسا پروگرام بنا سکتے

میں جس سے پاکستان کے غیر مسلمانوں میں اشتعال پھیل سکتا ہے اس کا جو انجام ہوگا اس کے لیے حکومت ۱۹۵۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۸۴ء کی تحریک ختم نبوت سے عبرت حاصل کرنا چاہیے۔

ایک اور بات جس کا اظہار کرنا ہم ضروری سمجھتے ہیں یہ ہے کہ وزارت مواصلات نے قادیانیوں کی درخواست پہلے مسترد کر دی تھی اور ... سے انکار کر دیا تھا پھر قادیانی یہودیوں اور امریکیوں کے سامنے روتے پیٹے اور ان سے اپیل کی کہ وزارت مواصلات پاکستان نے ہماری درخواست پر معذرت کر دی ہے اس لیے وزارت مواصلات کے کان کھینچے جائیں۔ چنانچہ یہودی اور امریکی لابی نے دباؤ ڈال کر ... خطبہ ... ریٹ کر دیا۔ اگر یہ بات ہے تو اس سے قادیانیوں کے یہودیوں اور امریکیوں سے تعلقات صاف ظاہر ہو جاتے ہیں۔ جن کے بارے میں پہلے بھی کسی قسم کا شبہ نہیں تھا۔ لہٰذا ایسے گروہ کو جو غیروں کا ایجنٹ ہو پاکستان میں کسی قسم کی مراعات کا مستحق نہیں۔

محمد رسول اللہ ﷺ ہیں مدح سرا جن کے اپنے بھی پرائے بھی

مہاتما گاندھی :۔ مغربی دنیا اندھیرے میں غرق تھی کہ ایک روشن ستارہ (سراج منیر) افق مشرق سے چمکا اور اس نے بے قرار دنیا کو روشنی اور تسلی کا پیغام دیا۔

جارج برنارڈ شا :۔ آنے والے سو سال میں ہماری دنیا کا مذہب (اسلام) ہوگا۔ مگر یہ موجودہ زمانے کے مسلمانوں کا اسلام نہ ہوگا۔ بلکہ وہ اسلام ہوگا جو محمد رسول اللہ کے زمانے میں دلوں، دماغوں اور روحوں میں جاگزیں تھا۔

ڈاکٹر جی، ویل :۔ بے شک حضرت محمد صاحب نے گمراہوں کے لئے ایک بہترین راہ ہدایت قائم کی اور یقیناً آپ کی زندگی نہایت پاک وصاف تھی۔

کاؤنٹ ٹالسٹائی :۔ حضرت محمد کا طرز عمل اخلاق انسانی کا حیرت انگیز کارنامہ ہے۔ ہم یقین کرنے پر مجبور ہیں کہ حضرت محمد کی تبلیغ و ہدایت خالص سچائی پر مبنی تھی۔

ڈاکٹر رابندر ناتھ ٹیگور :۔ وہ وقت دور نہیں کہ اسلام اپنی ناقابل انکار صداقت، اور روحانیت کے ذریعہ سب کو اپنے اندر جذب کرے گا۔ وہ زمانہ عنقریب آنے والا ہے جب اسلام ہندو مذہب پر غالب آجائے گا۔ اور ہندوستان میں ایک ہی مذہب ہوگا۔

مسٹر کے ایم منشی :۔ رنگ، نسل، قومیت اور مذہب کے باتھوں مختلف ٹکڑوں میں بٹی ہوئی دنیا کو آج بھی رسول کریم کی تعلیم کی ضرورت ہے۔ تمام انسانوں کو برابری کے حقوق اور مواقع حاصل ہونے چاہئیں۔ رسول کریمؐ کے اس پیغام کو ہمارے ملک کے دستور اساسی میں بھی جگہ دی گئی ہے۔

ٹھاکر حکم سنگھ :۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نوع انسان کو ایمانداری، امن، اتحاد اور رواداری کا پیغام دیا۔ آج جب کہ تمام دنیا نفاق اور فسادات سے ٹکڑے ٹکڑے ہو رہی ہے آنحضرتؐ کے دکھائے ہوئے راستہ پر چلنا اور بھی ضروری ہو جاتا ہے۔

پنڈت گووند بلبھ پنت :۔ آپؐ کی تعلیم کسی ایک ملک یا ملت کے لئے نہیں تھی۔ آپؐ کا پیغام ساری دنیا کے لئے تھا۔ آپؐ نے اتحاد، بھائی چارہ اور انسانی ہمدردی کے اصولوں پر زور دیا۔ میں اس عظیم الشان ہستی کو اپنا ہدیۂ عقیدت پیش کرتا ہوں۔

مسٹر اجیت پرشاد جین :۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پیغام دیا ہے وہ تمام کائنات کے لئے ہے۔ اگر صحیح جذبہ کے ماتحت دیکھا جائے تو غیر مسلم بھی ان کی تعلیم اور زندگی سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔

مسٹر پی ہنمنت راؤ :۔ امن وسکون کی متلاشی اس دنیا میں پیغمبر اسلامؐ کا پیغام ایک مینارۂ نور ہے۔

لالہ رام لال ورما :۔ جمہوریت، اخوت، مساوات۔ یہ عطیات ہیں جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی نوع انسان کو عنایت کئے۔ اور حقیقت میں یہی وہ اصول ہیں جن کی ہر زمانہ اور ہر دور کے مصلحوں نے اشاعت کی ہے۔

فادر ولیم :۔ اسلام امن کا مذہب ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تلوار کے ذریعہ پھیلایا۔ انہیں شاید اسلام کی تاریخ سے واقفیت نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا میں اگر سب سے پہلا یہ سبق دیا کہ دنیا کی چیزیں تمہاری آقا نہیں ہیں تم ان کے آقا ہو۔ اس لئے خدا کے علاوہ تمہیں دنیا کی کسی چیز کے سامنے نہیں جھکنا چاہئے۔ دوسری چیز پیغمبر اسلام نے ہمیں یہ سکھائی کہ

انسان اپنی فطرت (صحیحہ) پر پیدا کیا گیا ہے۔ آپؐ نے مال و دولت، حسب و نسب یا رنگ کی بنیاد پر انسانوں کے درجے قائم کرنے کی مخالفت کی۔ اور دنیا سے غلام و آقا اور مفلس و مالدار کے فرق کو مٹا دیا۔ عرب کو عجمی پر اور کالے کو گورے پر کوئی فضیلت نہ رکھی۔ لیکن آج کی نام نہاد مہذب دنیا میں یہ امتیاز باقی ہے۔ انہیں چاہیئے کہ وہ اسلام کے بانی سے سبق سیکھیں۔

حقوق کی ایسی حفاظت کی اس سے پہلے کسی نے نہ کی تھی۔ اس کی قانونی ہستی قائم ہوئی جس کی بدولت وہ مال و وراثت میں حصہ کی حقدار ہوئی۔ وہ خود اقرار نامے کرنے کے قابل ہے اور برقعہ پوش مسلمان کو ہر شعبۂ زندگی میں وہ حقوق حاصل ہوئے جو آج بیسویں صدی میں اعلیٰ تعلیم یافتہ آزاد عیسائی عورت کو حاصل نہیں ہیں۔

پروفیسر گھوپتی سہائے فراق :- میرا ایمان ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہستی بنی نوع انسان کیلئے ایک رحمت تھی۔ پیغمبرِ اسلام نے تاریخ و تمدن، تہذیب و اخلاق کو وہ کچھ دیا ہے جو شاید ہی کوئی اور بڑی ہستی دے سکی ہو۔

مؤرخ ولیم ڈاڈ :- آپؐ کا وہ کمال جو آپؐ نے فتح (مکہ) کے بعد مخالفوں کے حق میں ظاہر کیا اخلاقِ انسانی کا ایک حیرت انگیز نمونہ ہے۔

ریونڈر آر میکوئل :- اگر آپؐ کی تعلیم پر انصاف و ایمانداری سے تنقیدی نظر ڈالی جائے تو یہ کہنا ہی پڑتا ہے کہ وہ مرسل اور مامور من اللہ تھے۔

پروفیسر باسودتھا امتھ :- بلاشک حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کے رسول ہیں۔ اگر پوچھا جائے کہ افریقہ (بلکہ کل دنیا) کو کسی مذہب نے زیادہ فائدہ پہنچایا یا اسلام نے؟ تو جواب میں کہنا پڑے گا کہ اسلام نے۔ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قریش ہجرت سے پہلے خدانخواستہ شہید کر ڈالتے تو مشرق و مغرب دونوں ناقص و ناکارہ رہ جاتے۔ اگر آپؐ نہ آتے تو دنیا کا ظلم بڑھتے بڑھتے اس کو تباہ کر دیتا۔

اگر آپؐ نہ ہوتے تو یورپ کے تاریک زمانے والے چند بلکہ سرچند تاریک ہو جاتے۔

اگر آپؐ نہ ہوتے تو انسان ریگستانوں میں پڑے بھٹکتے پھرتے۔ جب میں آپؐ کے جملہ صفات اور تمام کارناموں پر بحیثیت مجموعی نظر ڈالتا ہوں کہ آپؐ کیا تھے؟ اور کیا ہو گئے۔ اور آپؐ کے تابعدار غلاموں نے جن میں آپؐ نے زندگی کی روح پھونک دی تھی، کیا کیا کارنامے دکھائے تو آپؐ مجھے سب سے بزرگ تر، سب سے برتر اور لاثانی نظیر آپؐ ہی دکھائی دیتے ہیں۔

دنیا داری کو سب نے برا کہا۔ لیکن پیغمبر اسلام نے اس فرق کو ختم کر دیا اور بتایا کہ دنیا داری بھی دینداری ہے بشرطیکہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق ہو۔ جنگ عام طور سے بری سمجھی جاتی ہے مگر اسلام نے جنگ کے بھی اعلیٰ اصول پیش کئے۔ "جنگ میں ہر کام جائز ہے" کے اصول کی مخالفت کی اور جنگ کا ایک خوبصورت نقشہ پیش کیا۔ آپؐ نے جنگ میں بھی ظلم و ناشائستگی اور جھوٹ کی مخالفت کی۔ چنانچہ اسلام کے نام لیوا رات کے راہب اور دن کے شہسوار ہوا کرتے تھے۔

مہاتما گاندھی :- سیرت النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مطالعے سے میرے اس عقیدے میں مزید پختگی اور استحکام آ گیا کہ اسلام نے تلوار کے بل پر کائنات میں عروج حاصل نہیں کیا بلکہ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی انتہائی بے نفسی، عہد و مواثیق کا انتہائی احترام اور اپنے رفقاء و متبعین کے ساتھ گہری وابستگی، جرأت، بے خوفی، اللہ تعالیٰ پر کامل بھروسہ اور اپنے مقصد و نصب العین کی حقانیت پر کامل اعتماد۔ اسلام کی کامیابی کے حقیقی اسباب تھے۔ یہ خصائص ہر رکاوٹ اور ہر مشکل کو اپنی ہمہ گیر رو میں بہا کر لے گئے۔

مہاتما ستیہ دھاری :- دین اسلام لانے والے حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی زندگی دنیا کو بے شمار قیمتی سبق پڑھاتی ہے۔ حضرتؐ کی ہر ایک حیثیت دنیا کے لئے سبق دینے والی ہے۔ بشرطیکہ دیکھنے والی آنکھ، سمجھنے والا دماغ اور محسوس کرنے والا دل ہو۔

لالہ لبشن داس :- جس عزت و توقیر اور تعظیم و تکریم، صدق و الادت اور پریم کے ساتھ خاتم الانبیاء کا نام لیا جاتا ہے کسی دوسرے پیر، پیغمبر، ولی، گرو، رشی اور نبی کا ہرگز نہیں لیا جاتا۔ جو اخوت پیغمبرِ اسلام نے قائم کی ہے کوئی نہ کر سکا۔

ڈاکٹر کے ایم ستیارام :- دنیا کی موجودہ تہذیب صرف اسلام کی بدولت ہے۔

مسٹر پیر کریبٹس :- محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عورتوں کے

مسٹر سیل :- میں نے اپنی تحقیقات میں کوئی ثبوت ایسا نہیں پایا جس سے حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دعوئ رسالت میں شبہ ہو سکے یا آپؐ کی مقدس ذات پر مکر و فریب کا الزام لگایا جا سکے۔ (بشکریہ الخیر ملتان) ••

مفت مشورہ برائے خدمتِ خلق
پچکے ہوئے گال، پتلا کمزور جسم
• جسمانی وزن، قد کاٹھ، طاقت، خون و بھوک بڑھانے کے لئے • جسم کو مضبوط، سمارٹ، خوبصورت و طاقتور بنانے کے لئے • تمام مردانہ، زنانہ و بچوں کی امراض کے لئے • روزانہ کئی سیر دودھ، گھی، گوشت، فروٹ ہضم کرنے کے لئے • تمام پرانی بیماریوں کیلئے چالیس سال کی تجربہ شدہ مجرب ترین دیسی دواؤں کا مفت مشورہ و جواب کیلئے جوابی لفافہ یا اسکی قیمت ارسال کریں ورنہ جواب نہ دیا جائے گا۔ نوٹ :- خط بالکل مختصر و چھوٹا لکھیں پتہ صرف اردو میں لکھیں۔
حکیم بشیر احمد بشیر
رجسٹرڈ کلاس اے گورنمنٹ آف پاکستان
چاندنی چوک محلہ غلام محمد آباد فیصل آباد پاکستان
پوسٹ کوڈ 38900
فون دکان: 354840 فون رہائش: 354795

عہدِ نبویؐ میں مسلمانوں کے ایمان افروز کارنامے

جنہوں نے اسلام کو مختصر عرصے میں پوری دنیا میں پھیلا دیا۔

عہد نبویؐ کی جنگوں میں مجاہدین نے شجاعت اور دلیری کے بے نظیر کارنامے پیش کیے، جن پر دنیا عش عش کر رہی ہے۔ مسلمانوں کے جذبۂ شہادت کا یہ عالم تھا کہ وہ موت کو زندگی پر ترجیح دیتے اور دینِ اسلام کی سربلندی کے لیے سب کچھ قربان کرنے پر آمادہ رہتے۔ ان کے سامنے جنگ میں دو ہی ہوتا کہ زندہ رہے تو غازی، مر گئے تو شہید۔ دشمن کثرتِ تعداد اسلحہ کی بھرمار اور دنیاوی شان و شوکت ان کی قوتِ ایمان کے سامنے کچھ حقیقت نہ رکھتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ وہ تعداد میں اپنے سے کئی گنا دشمن پر غالب رہتے اور اسلام کو دن بدن وسعت نصیب ہوئی۔ عہد نبویؐ کی تمام لڑائیوں میں جہاں دشمنانِ اسلام سے ٹکر ہوتی مسلمانوں نے کثرت سے حیرت انگیز جوہر مردانگی دکھائے۔ ان میں سے صرف چند نمونے از خروارے پیش کئے جاتے ہیں۔

جوشِ جہاد

ابوجہل کی اسلام دشمنی سے سب آشنا تھے۔ جنگِ بدر میں عمرو کے نوجوان بھائیوں معوذ اور معاذ نے اسے ختم کرنے کا عہد کیا مگر انھیں اس کی پہچان نہ تھی۔ اس لیے عبدالرحمٰن (رضی اللہ عنہ) بن عوف سے پوچھا کہ ابوجہل کون ہے؟ انہوں نے اشارے سے بتایا تو دونوں بھائی باز کی طرح جھپٹے اور آن کی آن میں اسے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

ابوجہل کے بیٹے نے یہ دیکھا تو پیچھے سے آکر معاذ کے شانے پر زور سے تلوار ماری جس سے ان کا شانہ کٹ گیا۔ ہاتھ کے لٹکنے سے معاذ کو جنگ کرنے میں تکلیف ہوتی تھی۔ اس لیے ہاتھ کو دبا کر اپنے بازو کو کھینچا جس سے تسمہ ٹوٹ گیا اور بازو علیحدہ ہو گیا۔ آپ پھر مصروفِ جہاد ہو گئے۔ اللہ اکبر

شوقِ شہادت

جنگ احد میں کفار نے رسول اکرمؐ پر حملہ کرنے کی کوشش کی تو آپؐ نے ارشاد فرمایا کون مجھ پر جان دیتا ہے۔ حضرت زیاد بن سکن آگے بڑھے، ساتھ چار اصحاب بھی تھے۔ سب کے سب نہایت شجاعت کے ساتھ شہید ہو گئے۔ حضرت زیاد زخموں کے ساتھ چور ہو کر گرے۔ تو رسولِ پاکؐ نے فرمایا، ان کو میرے قریب لاؤ۔

لوگ اٹھا لائے۔ ابھی جان کچھ باقی تھی۔ آنحضرتؐ کے قدموں پر سر رکھ دیا اور جامِ شہادت نوش کیا۔ سبحان اللہ

جنگِ احد میں حق و باطل کے معرکے ہو رہے تھے کہ ایک صحابی نے بارگاہِ رسالتؐ میں سوال کیا۔ یا رسول اللہ اگر میں قتل ہو گیا تو میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟

"آپؐ نے فرمایا جنت میں!"

صحابی کے ہاتھ میں کھجوریں تھیں جو وہ کھا رہے تھے۔ ارشادِ نبویؐ سن کر انھیں پھینک دیا اور میدان جنگ میں چلے گئے۔ پوری شدت کے ساتھ دشمن کو تہ تیغ کرنے لگے آخر دشمن کی ضرب سے خود بھی شہید ہو گئے۔

حقِ شمشیر

جنگ احد میں نبی کریمؐ مجاہدین کی صفیں درست کر رہے تھے اور پہلو میں شمشیر لٹک رہی تھی۔ آپؐ نے تلوار کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا۔ کون ہے جو اس شمشیر کو لے اور اس کا حق ادا کرے۔

چند نوجوان آگے بڑھے مگر رسالت مآبؐ نے تلوار عطا نہ فرمائی۔

حضرت ابو دجانہؓ بھی موجود تھے۔ انہوں نے دریافت کیا اس شمشیر کا حق کیا ہے اور اس کی ادائیگی کی کیا صورت ہے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا، "یہ تلوار دشمن پر اس بے پناہی کے ساتھ برسے کہ اس میں خم آجائے۔"

حضرت ابو دجانہؓ نے آنحضرتؐ سے تلوار حاصل کر لی۔ وہ نہایت بہادر مجاہد تھے۔ ان کے سر پر ہر وقت لال پٹی بندھی رہتی تھی جسے وہ موت کا نشان سمجھتے تھے۔ پٹی کی سرخی سے مراد تھی کہ لڑنے والا دینِ اسلام کی حفاظت کے لیے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دے گا۔

غرض کہ حضرت ابو دجانہؓ نے تلوار نبویؐ سنبھالی۔ اور اس انداز سے صفوں کے سامنے سے گزرے کہ رسول اکرمؐ نے دیکھ کر فرمایا۔ "یہ وہ چال ہے کہ خدا اس موقعے کے سوا اور کسی موقع پر اسے پسند نہیں کرتا۔" جنگ چھڑی تو حضرت ابو دجانہؓ نے وہ جوہر مردانگی دکھائی کہ کشتوں کے پشتے لگا دیئے اور تلوار کا حق ادا کر دیا۔

کششِ رسولؐ

جنگ تبوک کا زمانہ تھا۔ شدت کی گرمی پڑ رہی تھی تیس ہزار مسلمانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا لشکر مدینہ سے روانہ ہوا۔ سید الکونینؐ نے قیادت فرمائی۔ روانگی کے وقت مسلمانوں میں بے پناہ جوش و خروش تھا، گرد و غبار اٹھا، گھوڑے ہنہنانے لگیں، عورتیں چھتوں سے مجاہدین کا حوصلہ بڑھا رہی تھیں۔ غرض کہ دعاؤں اور نیک تمناؤں کے ساتھ اسلامی لشکر شہر سے دور چلا گیا۔

ایک شخص ابو خیثمہ نے لشکر کا یہ دلکش منظر دیکھا، وہ اس لشکر میں شریک نہ تھا۔ لہٰذا گھر آیا۔ اس کی دو بیویاں تھیں، انہوں نے سائبان لگایا، چھڑکاؤ کیا، دستر خوان بچھایا، ٹھنڈے پانی کا آبخورہ رکھا اور اسے دعوتِ طعام دی۔

ابو خیثمہ نے افسوس کیا کہ رسولِ خداؐ تو دھوپ، آندھی اور گرمی میں سفر کی دقتیں اٹھائیں اور ابو خیثمہ ٹھنڈے سائے میں بیٹھے، خوش ذائقہ کھانا کھائے اور راحت کی زندگی بسر کرے، ابو خیثمہ نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ فوراً زادِ سفر لیا، تیزی کے ساتھ گھر سے نکلا اور لشکر سے جا ملا کچھ

باقی صفحہ ۲۶ پر

نسبت باری سب پہ بھاری

مفتی حبیب اللہ صاحب قاسمی

عجب سواری

حضرت ابراہیم بن ادہم مشہور اولیاء میں سے ہیں ان کے بارے میں علماء نے لکھا ہے کہ ایک بار بیت اللہ کی زیارت کے لیے تشریف لے جا رہے تھے راستہ میں ایک اعرابی اونٹنی پر سوار حضرت ابراہیم سے ملا حضرت ابراہیم کو پیدل دیکھ کر سوال کیا اے شیخ! کہاں کا ارادہ ہے؟

حضرت ابراہیم نے فرمایا بیت اللہ کا۔

اعرابی جو حضرت ابراہیم کو نہیں پہچانتا تھا بولا پاگل ہو گیا اتنا لمبا سفر بغیر سواری اور توشہ کے؟

حضرت ابراہیم بولے میرے پاس بہت سی سواریاں ہیں لیکن تم اسے دیکھ نہیں پا رہے ہو اعرابی نے حیرت سے سوال کیا وہ کونسی سواریاں جو تیرے پاس ہیں لیکن میں اسے دیکھ نہیں پا رہا ہوں

حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ اس سفر میں جب مجھ پر کوئی مصیبت نازل ہوگی تو صبر کی سواری پر سوار ہو جاؤں گا۔ اور جب کوئی نعمت نازل ہوگی تو شکر گذاری کی سواری پر سوار ہو جاؤں گا اور جب میرے بارے میں خدا کا کوئی فیصلہ نازل ہوگا تو رضا کی سواری پر سوار ہو جاؤں گا۔ اور جب میرا نفس کسی چیز کی دعوت دے گا تو کہہ دوں گا کہ بقیہ زندگی گذشتہ زندگی سے کم ہے۔

اعرابی نے جب عارف و صاحب نسبت کا یہ جواب سنا تو بول پڑا:

"اے شیخ! جاؤ حقیقۃً سوار تو تم ہی ہو میں باوجود سواری کے پیدل ہوں۔"

سچ ہے جب انسان اللہ کی رضا حاصل کر لیتا ہے تو اس کی شان ہی نرالی ہو جاتی ہے لوگ اسے پیدل سمجھتے ہیں حالانکہ وہ سوار ہوتا ہے لوگ نہتا سمجھتے ہیں حالانکہ وہ مسلح ہوتا ہے لوگ اسے پاگل سمجھتے ہیں حالانکہ وہ دانا ہوتا ہے۔

ظلم سے احتراز کی برکت

حضرت امام ابو حنیفہ جو امام اعظمؒ کے لقب سے موسوم و مشہور ہیں اور جن کے ماننے والے ہند و پاک میں خصوصاً سب سے زیادہ ہیں ان کے بارے میں مروی ہے کہ ایک مجوسی کے ذمہ ان کا قرضہ تھا ایک دن خیال آیا کہ چل کر اس سے مطالبہ کرنا چاہیے چنانچہ جب اس کے دروازے پر پہونچے تو اچانک نگاہ جوتے پر پڑی تو دیکھا کہ نجاست لگی ہوئی ہے انہوں نے جوتا جو جھاڑا تو نجاست جوتے سے نکل کر مجوسی کی دیوار پر جا پڑی۔

امام ابو حنیفہ رح پریشان کہ اگر اس نجاست کو اسی حال میں چھوڑ دیتا ہوں تو اس مجوسی کی دیوار گندی ہوتی اور اگر نجاست صاف کرتا ہوں تو نجاست کے ساتھ دیوار سے مٹی بھی صاف ہوگی۔

اب کروں تو کیا کروں؟ ادھر اس کا حل تلاش کر رہے ہیں ادھر دروازہ کھٹکھٹایا۔ باندی آواز سن کر نکلی، امام صاحب نے باندی سے کہا کہ آقا سے کہہ دو کہ ابو حنیفہ دروازے پر کھڑا ہے مجوسی اس خیال سے معذرت کرتا ہوا نکلا کہ ابھی تو قرضہ کی ادائیگی کا مطالبہ کر بیٹھیں گے۔ لیکن نکلتے ہی امام صاحب نے مجوسی سے کہا کہ اس وقت مطالبہ قرض سے اہم ایک دوسرا مسئلہ ہے اور دیوار کی طرف اشارہ کر کے پورا قصہ بتلایا اور فرمایا "کیف سبیل تطہیرہ" پہلے اس دیوار کو پاک کرنے کا طریقہ بتلا دیں اس کو کیسے صاف کروں اس کے بعد کوئی بات ہوگی۔ مجوسی نے فوراً کہا...

"فانا ابداء بتطہیر نفسی فاسلم فی الحال" کہ پہلے مجھے کفر و شرک کی گندگی سے پاک کر دیجیے دیوار تو پاک ہوتی رہے گی چنانچہ امام ابو حنیفہ کے ہاتھ پر فوراً مسلمان ہو گیا۔

جب انسان اللہ کی معرفت حاصل کر لیتا ہے تو وہ پھر کسی پر ظلم اور کسی دیوار پر گندگی برداشت نہیں کر پاتا اور جو خود گندہ ہوتا ہے وہ دوسروں کو بھی گندا کر دیتا ہے۔ آج کے مسلمانوں کے لئے بالخصوص بڑوں کی یہ باتیں حرز جان بنانے کے لائق ہیں۔

ٹوپی کی برکت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس روم کے بادشاہ نے خط لکھا کہ میرے سر میں درد رہتا ہے، بہت علاج کیا مگر درد ختم نہیں ہو رہا ہے لہٰذا آپ کوئی دوا ارسال فرما دیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی ٹوپی ان کے پاس بھیج دی اور کہلوا دیا کہ اس کو پہن لے۔ چنانچہ روم کے بادشاہ نے اسے اپنے سر پر رکھ لیا فوراً درد ختم ہو گیا۔ اتار کر رکھ دیا پھر درد شروع ہو گیا پھر پہن لیا درد ختم ہو گیا غرضکہ جب ٹوپی اتار دیتا تو سر میں درد شروع ہو جاتا اور جب سر پر رکھ لیتا تو درد ختم ہو جاتا یہ ماجرا دیکھ روم کا بادشاہ حیرت میں پڑ گیا کہ آخر اس میں ایسی کون سی چیز ہے

کہ جب سر پر اس کو رکھتا ہوں تو درد ختم ہو جاتا ہے اور جب اتار دیتا ہوں تو درد شروع ہو جاتا ہے تلاش کرنے کے بعد ٹوپی میں سے ایک چھوٹا سا کاغذ نکلا جس پر اللہ کا نام لکھا ہوا تھا جس نام کی برکت سے سر کا درد ٹھیک ہو سکتا ہے اس نام کی برکت سے یقیناً ہر طرح کا درد ٹھیک ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ صحیح طور نام لیا جائے۔

اللہ کے نام کی قوت

حضرت خالد بن الولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ لوگوں نے یہ کہا کہ آپ اسلام کے دعویدار ہیں۔ اسلام کی حقانیت پر کوئی نشانی ہمیں دکھلائیے تو ہم بھی اسلام قبول کریں گے۔ حضرت خالد نے اسلام کا کیا پوچھنا انہوں نے کہا کہ زہر لاؤ چنانچہ زہر کا پیالہ لایا گیا حضرت خالد نے بسم اللہ پڑھ کر پورا پیالہ اللہ نے اپنے نام کی برکت سے زہر کا سارا اثر زائل یہ دیکھ کر ایک مجوسی بول پڑا۔ "ھذا دین حق" یہ دین حق ہے۔ یہ حضرت خالد کا ایمان و حال تھا۔ اس سے اللہ کے نام کی برکت و قوت پر تو استدلال کیا جا سکتا ہے لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہر کس و ناکس اس کا تجربہ شروع کر دے

اللہ کے نام کی برکت

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والتسلیم کا گذر ایک قبر کے پاس سے ہوا تو دیکھا کہ عذاب کے فرشتے ایک میت کو عذاب دے رہے ہیں۔ کچھ دنوں کے بعد اتفاقیہ پھر اسی راستے سے واپسی ہوئی اور پھر اسی قبر کے پاس سے گذر ہوا تو دیکھا رحمت کے فرشتے نور کا طباق لئے اس قبر میں موجود ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والتسلیم کو تعجب ہوا فوراً نماز پڑھی اور اللہ پاک کی طرف سے وحی آئی کہ اے عیسیٰ یہ بندہ گناہ گار تھا جس کی وجہ سے جب سے مرا ہے میرے عذاب میں گرفتار تھا لیکن انتقال کے وقت اس کی بیوی حاملہ تھی کچھ دنوں کے بعد بچہ پیدا ہوا اس کی ماں نے اس کی پرورش کی تا آنکہ وہ بڑا ہو گیا اور مکتب جانے کا لائق ہو گیا چنانچہ اس کی ماں نے اس بچہ کو معلم (استاد) کے حوالے کیا استاد نے بچے کو بسم اللہ کی تلقین کی اس نے بسم اللہ شروع کر دی مجھے حیا آئی کہ جس کا بچہ زمین کے اوپر میرا نام لے رہا ہو اس کے باپ کو میں زمین کے نیچے عذاب دوں، اس لئے اس کو عذاب سے ہٹا دیا گیا۔ اس سے جہاں اللہ کے نام کی طاقت کا اندازہ لگتا ہو وہیں دینی تعلیم اور قرآن کریم کی تعلیم کی حیثیت بھی معلوم ہوتی ہے کہ یہ تعلیم کس قدر قیمتی اور قابل اہتمام ہے۔

نکتہ

حضرت عمرۃ فرغانیہ جو کبار عارفات میں سے ہیں سوال کیا گیا کہ جنبی اور حائضہ کے قرآن کریم کی تلاوت سے تو منع کیا گیا ہے لیکن تسمیہ سے تو نہیں روکا گیا اس میں کیا حکمت ہے؟ حضرت عمرۃ نے فرمایا: لان التسمیۃ ذکر اسمہ

باقی ص۲۷ پر

خالص اور سفید
صاف وشفاف
شکر (چینی)
باوانی شوگر ملز لمیٹڈ کراچی
پتہ
حبیب اسکوائر ـــ ایم اے جناح روڈ [بندر روڈ] کراچی

دورِ سلجوقی کا مردِ آہن

نظام الملک طوسی رحمۃ اللہ علیہ

جس نے برِ صغیر میں دینی مدارس کا جال بچھا دیا۔

سلجوقی دور کی تاریخ وزیر اعظم نظام الملک طوسی کے تذکرے کے بغیر ہمیشہ نامکمل رہے گی اگر سلجوقیوں کی ملک گیری خود ان کی اپنی صلاحیت اور دست و بازو کا نتیجہ تھی تو ان کی سلطنت کا استحکام اور حسن انتظام نظام الملک کا رہین منت تھا نظام الملک نے الپ ارسلان اور ملک شاہ دونوں کے عہد میں وزارت عظمیٰ کے فرائض انجام دیئے اور اپنے عہد کی سب سے بڑی سلطنت میں وزیر اعظم کی حیثیت سے ۲۹ سال ۷ ماہ حکومت کی اگر یہ دور سلجوقی تاریخ کا عہد زریں ہے تو اس کا فخر الپ ارسلان اور ملک شاہ سے زیادہ نظام الملک کو حاصل ہے تاریخ عالم میں شاید کسی بھی وزیر نے اتنی وسیع سلطنت پر اتنے طویل عرصے تک حکومت نہیں کی، اسی طرح تاریخ اسلام میں یحییٰ برمکی کے بعد کسی وزیر نے وہ شہرت اور عظمت حاصل نہیں کی جو نظام الملک کو آج حاصل ہے۔

نظام الملک نواح نیشاپور میں طوس کی مردم خیز سرزمین میں ۴۰۸ھ میں پیدا ہوا تھا سات سال کی عمر میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا اور نوجوانی ہی میں تمام علوم دینی اور دنیوی میں کمال پیدا کر لیا۔ فارسی اور انشاء پردازی پر نظام الملک کو مکمل عبور تھا اور اس کی یہی صلاحیت سلجوقی دربار تک رسائی کا باعث ہوئی علم و فضل کی وجہ سے اس کا شمار علماء حق میں کیا جاتا تھا طغرل کے زمانہ میں جب خراسان پر سلجوقیوں کا قبضہ ہوا اسی وقت سے سلجوقیوں سے اس کا تعلق قائم ہو گیا تھا، بعد میں جب الپ ارسلان تخت نشین ہوا تو اس نے نظام الملک کو وزیر اعظم مقرر کر دیا اس وقت اس کی عمر ۴۷ سال تھی اس بلند عہدے پر وہ اپنی وفات تک فائز رہا۔

نظام الملک کا سب سے بڑا کارنامہ مدرسوں کا قیام ہے جو اس کے نام پر مدارس نظامیہ کہلاتے ہیں۔ اسلامی دنیا میں اگرچہ چوتھی صدی ہجری کے اواخر سے مدرسے قائم ہونا شروع ہو گئے تھے۔ اور ان کے لئے عالیشان عمارتیں بننے لگی تھیں لیکن نظام الملک نے مدرسوں کو جس کثرت اور تنظیم کے ساتھ قائم کیا تاریخ عالم میں عہد جدید سے قبل اس کی مثال نہیں ملتی، ان مدرسوں کا سلسلہ الپ ارسلان کے عہد ہی سے شروع ہو گیا تھا اس کے بعد سے مدرسوں کی تعداد اور تعلیمی اخراجات میں برابر اضافہ ہوتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ ملک شاہ کے زمانے میں صرف سرکاری خزانے میں سے ہر سال چھ لاکھ دینار (تیس لاکھ روپے) مدارس کے اخراجات کے لئے دیئے جاتے تھے نظام الملک خود بہت بڑی جاگیر کا مالک تھا اس نے اس جاگیر کی آمدنی کا دس فیصدی حصہ مدرسوں کے لئے وقف کر دیا تھا۔ مورخین نے صراحت کی ہے کہ نظام الملک کا یہ حصہ بھی شاہی خزانہ کی رقم کے برابر تھا یعنی چھ لاکھ دینار، زکوٰۃ و صدقات کی جو رقم ان مدرسوں پر خرچ ہوتی تھی وہ اس کے علاوہ تھی۔

تعلیم پر ان کثیر اخراجات کو دیکھ کر ایک مرتبہ نوعمر بادشاہ نے جس بوڑھے وزیر کی زیر نگرانی تربیت پائی تھی اور اس کے احترام کی وجہ سے نظام الملک کو باپ کہہ کر پکارتا تھا شکایت کرتے ہوئے کہا۔

"بابا! آپ یہ جو اتنی بڑی رقمیں مدرسوں پر خرچ کر رہے ہیں ان سے ایک زبردست لشکر تیار کیا جا سکتا ہے آخر ان لوگوں سے جن پر آپ دولت کی بارش کر رہے ہیں کیا فائدہ حاصل ہو گا۔"

اس پر نظام الملک نے جواب دیا۔

"میرے بیٹے! میں تو بوڑھا ہو گیا ہوں لیکن تم جیسے جوان ترک بچے کو بازار میں فروخت کیا جائے تو شاید تیس دینار سے زیادہ قیمت نہ ملے لیکن اس کے باوجود خدا نے تمہیں ایک عظیم الشان سلطنت دے رکھی ہے کیا تم اس پر بھی اپنے پروردگار کا شکر ادا نہ کرو گے؟ تمہاری فوج کے تیر تو صرف چند قدموں تک جا سکتے ہیں۔ لیکن میں جو لشکر تیار کر رہا ہوں اس کی دعاؤں کے تیر آسمان سے آگے بھی نکل جائیں گے۔"

نوجوان بادشاہ نے وزیر کی باتیں سن کر مسرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا، میرے باپ! اللہ آپکی کوششوں میں برکت دے، ایسا لشکر فوراً تیار کر لینا چاہیئے۔

نظام الملک نے تمام سرکاری اور غیر سرکاری تمام ذرائع سے کام لیکر ہر اس مقام پر ایک مدرسہ اور کتب خانہ تعمیر کر دیا تھا جہاں کوئی ممتاز عالم ہوتا تھا، نظامیہ مدارس کا اثر یہ ہوا کہ وہ علماء جو مسجدوں اور خانقاہوں اور حجروں میں درس دیا کرتے تھے وہ منظر عام پر آگئے اور ارباب علم ان مدرسوں کے لئے مشرق و مغرب کے گوشوں سے ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکال لئے گئے۔

مدرسہ نظامیہ بغداد کی ایک بڑی خصوصیت یہ تھی کہ یہاں درس و تدریس کا کام اس دور کے ممتاز ترین ترین علماء کے سپرد تھا چنانچہ وہاں ابو اسحٰق شیرازیؒ، ابو نصر صباغؒ، امام غزالیؒ اور ابن خطیبؒ شارح حماسہ جیسے مجتہد علماء اور ادیب اپنے اپنے زمانہ میں تعلیم دیتے تھے۔ یہ ایک ایسا امتیاز ہے جو بہت کم مدارس کو نصیب ہوا ہو گا۔ نظام الملک نے مدرسوں کے ساتھ ساتھ شفاخانوں کا ایک جال ملک کے اندر پھیلا رکھا تھا۔

وزیر اعظم کی حیثیت سے اگرچہ شاعروں کے قصیدے سنے پڑتے تھے لیکن اپنی تعریف اسے پسند نہ تھی اس کی توجہ شاعروں سے زیادہ عالموں کی طرف زیادہ تھی۔ بادشاہ کے استبدادی انداز اور اسلامی اشعار کی طرف سے لاپرواہی کی وجہ سے ممتاز علماء ہمیشہ بادشاہوں اور وزیروں کی صحبتوں سے اجتناب کرتے رہتے ہیں لیکن نظام الملک کی شخصیت نے ان کو اپنی طرف کھینچ لیا اور یہی علماء اور فقہا اس کے مصاحب بن گئے۔

باقی صفحہ ۲۷ پر

مسلمانوں کی ذمہ داریاں

ایک مسلمان کا سب سے پہلا فرض ہے کہ وہ ملت اسلامیہ کا فرد ہونے کی حیثیت سے اپنا نصب العین معلوم کرے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ

ایک مسلمان کا سب سے پہلا فرض ہے کہ وہ ملتِ اسلامیہ کا ایک فرد ہونے کی حیثیت سے اپنا نصب العین معلوم کرے جب تک نصب العین متعین نہ ہوگا کوئی مفید لائحہ عمل بن سکتا ہے اور نہ کامیاب ہو سکتا ہے۔

ہمارا یہ عقیدہ بالکل صحیح ہے کہ امت اسلامیہ خیر الامم ہے اور ارشاد خداوندی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

تم بہترین ہو ایسی امت میں جو انسانوں کے نفع کے لئے پیدا کی گئی ہے۔ اچھی باتوں کا حکم کرتے ہو اور بری بات سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان و یقین رکھتے ہو۔ (آل عمران)

لیکن یہ عقیدہ اور خیر امۃ کا قرآنی لقب ہمارے اوپر خاص فرائض عائد کرتا ہے کاش ہم ان کو پہچانیں اور پوری مستعدی سے ان کو پورا کریں۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے جو چاہتا ہے کہ اس کا شمار اس امت میں ہو اس پر لازم ہے کہ وہ اس شرط کو پورا کرے جو اللہ تعالیٰ نے لگائی ہے"

آیت کریمہ یہ واضح کر رہی ہے کہ اس امت کی بعثت نہ صرف اس لئے ہے کہ اس امت کو دینی اور دنیاوی منافع حاصل ہوں بلکہ اس امت کی بعثت کا اہم مقصد اور نصب العین یہ ہے کہ تمام انسانوں کو اس سے نفع پہنچے، عالم انسانی اس کے خیر سے بہرہ اندوز ہو۔ یہ امت خیر الامم اس لیے ہے کہ وہ اپنے فرض کو ادا کرتی ہے یعنی امر بالمعروف نہی عن المنکر اور ایمان باللہ کے فرض کو حسن و خوبی سے انجام دیتی ہے اس لیے وہ خیر البریہ ہے۔

جو لوگ ایمان لائے اور اعمال صالحہ کیے وہی ہیں مخلوق میں سب سے بہتر۔ (البینۃ)

وہ آیت کریمہ جو ملت اسلامیہ کو خیر امت قرار دیتی ہے اس کا دوسرا حصہ عبرت آموز سبق بھی پیش کر رہا ہے دوسرے حصہ میں ارشاد ہوتا ہے۔

"اگر اہل کتاب ایمان لاتے تو ہوتا خیر ان کے لیے۔ ان میں سے کچھ صاحب ایمان ہیں اور اکثر فاسق بدکار ہیں" (آل عمران)

یہ چند الفاظ بنی اسرائیل کی ہزار سالہ تاریخ کی طرف ہمیں متوجہ کر دیتے ہیں اور اس انقلاب عظیم کی علت بھی واضح کر دیتے ہیں جو ملت اسلامیہ کے ظہور کے وقت ہوا تھا یعنی بنی اسرائیل کی شوکت و عظمت ان کی شاندار تاریخ اور تاریخی روایات کو آج اس لیے ختم کیا جا رہا ہے اور "میں نے فضیلت دی ہے تم کو تمام جہانوں پر" کا طرۂ امتیاز جو بنی اسرائیل کو عطا ہوا تھا اور جو انعام خداوندی ہزارہا سال تک ان کے لیے مخصوص رہا تھا۔ آج وہ سب ان سے اس لیے واپس لیا جا رہا ہے کہ امر بالمعروف نہی عن المنکر اور ایمان باللہ کا جو فرض ان پر عائد ہوا تھا اس کو انجام دینے کی اہلیت بنی اسرائیل نے فنا کر دی ہے۔ ایمان باللہ اور خوف خدا کی بجائے بارگاہ رب العزت میں گستاخانہ جرأت ان کا قومی مذاق بن گیا ہے جاہل تمناؤں اور غلط عقیدوں نے اخلاق حسنہ اور اعمال صالحہ کی تمام قدر و قیمت کو ختم کر دیا ہے۔

"ہرگز نہیں چھوئے گی ہم کو آگ مگر گنتی کے چند روز" (البقرہ)

"اور ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے پیارے ہیں" (مائدہ)

جیسے عقائد نے پاداش عمل کے عقیدہ کو معطل کر کے یوم الآخر یوم الدین اور یوم الحساب کے تصور کو بے معنی اور لا حاصل بنا دیا ہے۔

لہٰذا یہ منصب جلیل ان سے واپس لے کر ملت اسلامیہ اور امت محمدیہ کے حوالے کیا جا رہا ہے اور آج عرفات کی چوٹیوں پر یہ بشارت اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ اجمعین کو سنائی جا رہی ہے۔

"آج میں نے تمہارا دین تمہارے لیے کامل کر دیا اور تمہارے لیے دین اسلام پسند کیا" (مائدہ) جس طرح آپ کو یہ سعادت حاصل ہے کہ آپ کی ملت خیر امت ہے اسی طرح آپ کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ آپ اس ذات اقدس سے وابستہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے رؤف رحیم فرمایا ہے جس کو دنیا میں اس لیے مبعوث فرمایا گیا کہ پوری کائنات پر خدا کی رحمت نازل ہو، چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

"نہیں بھیجا ہم نے تم کو مگر رحم کرنے کے لیے تمام جہانوں پر"

لیکن مجھے معاف فرمائیں اگر میں اس بد قسمتی کا شکوہ کروں کہ اس آیت کے مفہوم میں دماغی اختراع نے بے جا مداخلت کی ہے اور عام طور پر سمجھا جانے لگا ہے کہ مسلمان جو کچھ بھی کریں وہ غیر مسئول ہیں اور صرف اس بنا پر کہ وہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن اقدس سے وابستگی کا دعویٰ کرتے ہیں مغفور ہیں جو چاہیں کریں ان سے کوئی باز پرس نہیں یعنی اسرائیلی عقیدہ (ہم اللہ کے بیٹے اور دوست ہیں) کو ختم کرنے کی بجائے معاذ اللہ اس کی نقل شروع کر دی گئی ہے۔

حالانکہ ہر ایک صاحب علم سمجھتا ہے کہ مفاد آیت یہ ہے کہ جس طرح سرور کائنات سید الموجودات محبوب رب العالمین (علیہ الف الف صلوٰۃ و تسلیمات) یتیموں کے والی بے کسوں کے وارث، غریبوں کے ہمدرد، غمزدوں کے غم گسار، مصیبت زدوں کے مددگار تھے۔ اسی طرح آپ کے متبع، آپ کے اسوۂ حسنہ پر عمل کرنے والے اور آپ کے دامن اقدس سے وابستہ ہونے والے ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ اس کا وجود کائنات کے لئے رحمت ہو وہ خدائے واحد کا پرستار و عبادت گزار ہو غریبوں کا ہمدرد ہو، یتیموں اور بے کسوں کا غم گسار ہو، ظلم و عدوان کا مخالف مظلوموں کا حامی اور مددگار ہو۔ اس کے مکارم اخلاق ہر ایک کے لیے آیت رحمت ہوں اور اس کے اعمال خیر

اور اعمال حسنہ سارے عالم کے لئے باعث خیر و برکت ہوں۔ ملاء اعلیٰ ان کے اعمال حسنہ اور خصائل حمیدہ سے لطف اندوز ہوں۔ فرشتے ان کے لیئے دعائے خیر و برکت کریں اور ان کے لیے دعا مغفرت کو اپنی فطری تسبیح و تقدیس کا ایک جزو بنالیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

حاملین عرش اور جو عرش کے ماحول میں ہیں اپنے رب کی حمد و ستائش کے ساتھ تسبیح کرتے رہتے ہیں۔ اور اس پر یقین رکھتے ہیں اور اہل ایمان کے لیے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار، تونے گھیر لیا ہے ہر ایک چیز کو رحمت اور علم سے پس معاف فرما ان کو جو توبہ کریں اور تیرے راستہ پر چلیں اور ان کو عذاب دوزخ سے محفوظ فرما۔ (المومن)

اس طرح ایک خیر و برکت کی فضا آسمان سے زمین تک عرش سے فرش تک قائم ہو اور دنیا شہادت دے کہ آپ خیر امت ہیں آپ خیر البریہ ہیں آپ شہداء علی الناس ہیں بلکہ قرآن کریم نے اس کی بجائے کہ آپ کو فخر و مباہات کی کوئی سند عطا کرے آپ پر بہت سی ذمہ داریاں عاید کی ہیں اور آپ کے فرائض کا دامن بہت وسیع کر دیا ہے۔

ایک مسلمان کی خدمت صرف اس کی ذات اس کے اہل و عیال اور قبیلہ تک محدود نہیں ہو سکتی اس کی خدمات کا دائرہ کسی طبقہ کی حدود میں محصور نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس کی نفع رسانی رنگ و نسل کے امتیاز سے آزاد ہو گی اس کی محبت و شفقت جغرافیائی حدود کی پابند نہیں ہو گی اور وہ تمام انسانوں کو ایک ماں باپ کی اولاد ایک خالق کی مخلوق اور ایک رب کی عیال سمجھ کر امداد و اعانت ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبات کو عام کرے گا۔ اس کا ذاتی مفاد اس کی نظر میں ہیچ ہو گا اور اس کی تمام جدوجہد انسانیت کے مفاد کے لیے وقف رہے گی۔ وہ ہر بات جماعتی نقطہ نظر سے سوچے گا اور نوع انسان کی فلاح و بہبود اس کے نفع و نقصان کا معیار ہو گی۔

غرض ایک مسلمان کا کردار اور اس کی گفتار اس رحمت عالم کی زندگی پاک کا اسوہ حسنہ ہونا چاہیئے جس نے سارے عالم کو پیغام رحمت سنایا جس نے ساری مخلوق کو اللہ کا عیال قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ "اللہ تعالیٰ کے یہاں زیادہ محبوب وہ ہے جو اس کے عیال پر احسان کرے" جس نے مومن کی تعریف یہ فرمائی: "مومن وہ ہے کہ تمام انسانوں کی جانیں اور مال اس کے ہاتھوں محفوظ رہیں۔" اور "مومن وہ ہے کہ کسی انسان کو بھی اس کی وجہ سے کوئی خطرہ پیدا نہ ہو۔" اور ہر ایک مومن کو ہدایت فرمائی۔

"جوڑو اس سے جو تم سے توڑے، قطع تعلق کرے، انصاف کرو اس کو جو تم پر ظلم کرے اور بھلائی کرو اس کے ساتھ جو تمہارے ساتھ برائی کرے۔" (بخاری شریف)

جو شب کے آخر حصہ میں جب طویل القیام نوافل سے فارغ ہو کر مناجات میں مشغول ہوتا تو بارگاہ رب العزت میں عرض کیا کرتا تھا۔

"اے اللہ! اے ہمارے پروردگار اے پالنے والے ہر چیز کے۔ میں گواہ ہوں اور اقرار کرتا ہوں، کہ تمام بندے بھائی بھائی ہیں۔"

برادران ملت! یہ درست ہے کہ آپ کے سامنے مشکلات اور پریشانیاں ہیں اور بسا اوقات مشکلات کی بے شمار نوعیتوں کو دیکھ کر ہم اپنے مستقبل سے مایوس ہو جاتے ہیں لیکن مشکلات کے وقت بھی ہمارے نقطہ نظر میں وسعت ہونی چاہیئے آپ صرف اپنے اوپر نہیں بلکہ پورے عالم انسانیت پر نظر ڈالیئے کیا دنیا میں آج کوئی زندہ قوم ایسی بھی ہے جو مشکلات میں محصور نہ ہو۔

"خود انسان کے ہاتھوں کی کرتوتوں کی وجہ سے بحر و بر خشکی اور تری میں فساد رونما ہو گیا ہے۔" (سورہ روم)

خود انسان کے غلط کارناموں نے سارے عالم انسانیت کو گرداب مصائب میں مبتلا کر دیا ہے مصائب کی نوعیت میں بیشک فرق ہے لیکن مصیبت سے کوئی قوم محفوظ نہیں۔ تاہم مسلمانوں کو حق ہے کہ وہ اپنی خوش نصیبی پر ناز کریں کہ وہ اسلام کے نظریہ کمال نے جس طرح عیش و راحت کے وقت خاص قسم کے اخلاق کریمانہ کی دعوت دی ہے اور قوت و طاقت کی موجودگی میں "آج کوئی ملامت کوئی شکوہ نہیں جاؤ تم سب آزاد ہو" کا نعرہ بلند کر دیا ہے اسی طرح مصیبت و آلام کے تاریک اوقات میں صبر کرو جیسا کہ بڑے بڑے اولو العزم رسولوں نے صبر کیا۔ "اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہوتا ہے" جیسے عظیم الشان کردار و اخلاق کی تلقین فرمائی ہے چنانچہ ضبط و تحمل استقلال عالی حوصلگی اور توجہ الی اللہ یہ ایسی طاقتیں ہیں جن کے سامنے بالآخر ایک طاقت سپر ڈال دیتی ہے یہ طاقتیں امریکا کے ایٹم بم اور روس کے ہائیڈروجن بم سے بھی ایک مومن کو بے نیاز کر دیتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں انھیں طاقتوں سے امداد حاصل کرنے کی بار بار ہدایت فرمائی ہے۔

"اے ایمان والو! مدد حاصل کرو صبر سے اور نماز سے" (البقرہ)

دنیا نے ایٹم بم کا نسخہ ضرور دریافت کر لیا جس سے ایٹم کی طاقت کو بیکار کیا جا سکے لیکن افسوس کہ مادی دنیا کی نگاہیں اس روحانی کیمیائی نسخہ کی صحیح حقیقت نہ معلوم کر سکیں جس سے ضبط و تحمل اور توجہ الی اللہ کی سب سے بڑی طاقتیں حاصل ہو سکیں۔ ایک مومن کو خوش ہونا چاہیئے کہ قرآن حکیم نے یہ نسخہ بیش بہا مرحمت فرمایا ہے۔

اس میں کیا شبہ ہے کہ جس کو "خشوع" کا نسخہ کیمیا حاصل ہو جائے اس کے لیے صبر و صلوٰۃ یعنی ضبط و تحمل اور توجہ الی اللہ بھی سہل ہو جاتا ہے۔

"بیشک یہ صبر و صلوٰۃ بہت مشکل ہے مگر یہ مشکل ان کے لیے آسان ہو جاتی ہے جو خشوع کرنے والے ہیں جو یقین رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب سے ملنے والے ہیں اور وہ اسی کی طرف واپس ہوں گے۔ (البقرہ)

خشوع و خضوع یعنی بارگاہ رب العزت میں عجز و انکسار اور حضرت حق کی جانب توجہ وہ قیمتی جواہر ہیں جو آپ کو دنیا کا سب سے گراں قدر سرمایہ بنا سکتے ہیں یہ جواہر بے بہا آپ کو خود اپنی نظر میں بیشک ہیچ کر دیں گے لیکن دنیا آپ کے لیے جھکے گی۔

"بے شک عزت اللہ کے لیے ہے اور اس کے رسول کے لیے اہل ایمان کے لیئے" (المنافقون) بہر حال صبر و ضبط انابت الی اللہ اور درگاہ باری تعالیٰ میں سر نیاز جھکا کر "اعتماد علی اللہ" وہ گوہر و جواہر ہیں جو دشمنوں کو دوست بداندیشوں کو خیر اندیش بناتے ہیں اور بھٹکے ہوؤں کو راہ مستقیم پر گامزن کر کے خیر و برکت کی فراوانی اور امن عامہ و فلاح دوام کی ضمانت پیش کرتے ہیں۔

بے شک مشتعل جذبات کا یہی تقاضا ہوتا ہے کہ برائی کا بدلہ برائی سے لیا جائے اور بسا اوقات مساوات قائم کرنے پر بھی جذبات کا اشتعال فرو نہیں ہوتا۔ بلکہ ایک برائی کا بدلہ

ہزاروں گنا برائیوں سے لیا جاتا ہے لیکن اس طرح آپ برائی کو ختم نہیں کر سکتے، اس طرح آپ گردنوں کو جھکا سکتے ہیں لیکن دلوں کو رام نہیں کر سکتے۔ البتہ برائی اس طرح ختم ہو سکتی ہے کہ سیئہ کا بدلہ حسنہ سے دیا جائے اگرچہ یہ بہت مشکل ہے مگر قلوب کو اسی طریق سے مسخر کیا جاتا ہے اور سچے مشن کو کامیاب کرنے کی یہی صورت ہوا کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "برائی کا جواب ایسی خصلت (اور ایسے اخلاق) سے دیجئے جو بہت ہی بہتر ہو تو دیکھو گے کہ وہ شخص تمہارے اور اس کے درمیان عداوت ہے وہ گویا سرگرم دوست ہو جائے گا۔ یہ بات انھیں کو ملتی ہے جو ضبط اور برداشت رکھتے ہیں اور یہ بات انھیں کو نصیب ہوتی ہے جو بڑی قسمت والے ہوتے ہیں۔" (حم سجدہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "تم عوام کی بھیڑ کے تابع مت ہو کہ تم بھی یہی اصول بنا لو کہ اگر لوگ اچھا کرتے ہیں تو تم بھی اچھا کرو اور ظلم کرتے ہیں تو تم بھی ظلم کرنے لگو۔ بلکہ اپنے نفسوں کو اس کا عادی بناؤ کہ اگر لوگ اچھا کریں تو تم احسان کرو اور لوگ ظلم کرنے لگیں تو تمہاری طرف سے کوئی ظلم نہ ہو۔"

صبر سے میری مراد بزدلی اور نامردی نہیں ہے بلکہ انتقامی طاقت ہوتے ہوئے مکارم اخلاق اور محاسن اعمال کی پیش کش سیئہ کے مقابلہ میں حسنہ کا مظاہرہ، انتقام کے جواب میں عفو اور درگزر مراد ہے جو بزدل نہیں بلکہ مرد بہادر ہی پیش کر سکتا ہے۔

جو مشکلات آپ کے سامنے ہیں وہ آپ کی تاریخ میں پہلی مرتبہ نہیں آئیں آپ کی تاریخ تو مشکلات کی نہ ٹوٹنے والی زنجیر ہے۔ آپ ہمیشہ مشکلات کا مقابلہ کرتے رہے ہیں اور آپ کا استقلال و استقامت اور آپ کے حسن اخلاق مشکلات کو آسان کرتے رہے ہیں۔

اگر آپ کا نصب العین صحیح ہے اور آپ کا حق و صداقت کی خاطر مشکلات میں مبتلا ہیں تو آپ یقین رکھیے نصرت الٰہی آپ کی رفیق ہوگی اور کامیابی آپ کے قدم چومے گی۔ اللہ تعالیٰ کا بہت مستحکم اعلان ہے۔

"ہم پر لازم ہے امداد اہل ایمان کی" (الروم)

حضرت حق جل مجدہ کا پختہ وعدہ ہے:

"اللہ تعالیٰ یقیناً مدد کرے گا ان کی جو اللہ کی مدد کرتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ صاحب قوت ہے غالب ہے۔"

(سورۃ حج)

مشکلات مایوسی کی چیز نہیں ہیں مشکلات زندگی کی علامت ہیں۔ مردہ قومیں مشکلات میں مبتلا نہیں ہوتیں کیونکہ ان کا کوئی اجتماعی نصب العین نہیں ہوتا۔ روح ارتقا ان کے قلب سے فنا ہو چکی ہوتی ہے لیکن زندہ قومیں آزمائی جاتی ہیں اور وہ مردانہ وار مشکلات کا مقابلہ کیا کرتی ہیں۔ مشکلات زندگی کا خاصہ ہیں۔ چنانچہ زندہ قوموں ہی کو آگاہ کیا جاتا ہے۔

"ہم تم کو آزمائیں گے کسی قدر خوف، بھوک، جان، مال اور پیداوار کے نقصان میں مبتلا کر کے۔" (البقرہ)

غرض مشکلات مایوسی کی چیز نہیں بلکہ بسا اوقات مشکلات روشن مستقبل کا طالع نیک ہوا کرتی ہیں۔ البتہ ایک شرط ہے کہ ہمارے اعمال میں خلوص اور مقاصد میں للہیت ہو۔

"اگر تم مدد کرو گے اللہ تعالیٰ کی وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جما دے گا۔" (سورۂ محمد)

تقریب تقسیم انعامات برائے چرم قربانی

جن بچوں نے درج ذیل مراکز چرم قربانی میں پچھلے سال کھالیں جمع کی تھیں ان کی تقریب تقسیم انعامات مورخہ ۲۱ جون ۱۹۹۱ء بروز جمعۃ المبارک ۸ بجے صبح منعقد ہو رہی ہے۔

بمقام گلدستہ کلب متصل ڈی ایم ایس اسکول

مراکز

(۱) ڈی ایم ایس اسکول (۲) عالمگیر مسجد سینٹر (۳) رحمت عالم مسجد سینٹر (۴) پیسر کالونی سینٹرز نمبر ا۔ نمبر ۲۔ (۵) عثمانیہ مسجد سینٹر۔

جن بچوں نے دہلی کالونی سینٹر میں کھالیں جمع کی تھیں ان کی تقریب ۱۴ جون ۱۹۹۱ء بروز جمعۃ المبارک ۹ بجے صبح۔ بمقام محمدی اسکول نزد شمیم مسجد دہلی کالونی منعقد ہو گی۔

ناظم، چرم عید قربان کمیٹی۔ انجمن جوانان ختم نبوت

انسانیت موت کے کٹہرے میں

تحریر:- نورالوہاب، چارسدہ

موت کا نام سنتے ہی ہر ایک انسان کے ذہن میں بے ساختہ یہ حقیقت آشکار ہو جاتی ہے کہ یہ تمام انسانوں کے لیے بلا شرکت غیرے ایک مہمان ہے اور ہر انسان کو ایک نہ ایک دن اس مہمان کی میزبانی کے فرائض انجام دینا ہوں گے۔ موت کو ضرور ایک دن آنا ہے اور انسان کا رابطہ اس دنیا سے کٹ کر جانا ہے۔

دنیا میں یہی ایک چیز باقی ہے جس پر کسی کو اختلاف نہیں ورنہ دنیا میں تو ہزاروں ایسے مسائل ہیں جن پر ہر دور میں ہر ایک نے دوسرے سے اختلاف کیا ہے لیکن یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس پر تمام مذاہب عالم کا اتفاق ہے۔ اگر ایک طرف قرآن پاک میں کل نفس ذائقۃ الموت۔ کے حوالہ سے تمام انسانیت کو موت کا پیالہ پینے کی نوید سنائی گئی ہے تو دوسری طرف عیسائیوں، یہودیوں، مجوسیوں، ہندوؤں، دہریوں اور بدھ مت کے ماننے والوں نے بھی اس حقیقت کو بسر و چشم تسلیم کیا ہے۔ کہ موت نے ایک دن آنا ہے۔ اور کسی کو اس کی خبر نہیں کہ کب موت میرے مہمان بن آئے گی۔ ؎

آگاہ اپنی موت سے کوئی بشر نہیں
سامان سو برس کا ہے پل کی خبر نہیں

مغربی فکر کے علمبرداروں نے انسانیت کو تباہی کے مقام پر پہنچا دیا ہے۔ انسانیت کو موت سے لاپرواہ رکھنے کے لیے جوانی کی ترنگ اور شباب کے نشے میں مست لٹریچر مہیا کیا گیا ہے۔ ساری دنیا میں طاغوتی قوتوں کی بالادستی قائم رکھنے کے لیے اور نوجوانوں کو طعوران کی تھاپ پر ناچنے کے لیے مخرب الاخلاق اشیاء ایجاد کی گئیں اور تمام اسلامی ممالک میں ایک سازش کے تحت مسلمانوں میں عیاش زندگی کے نشے کا راگ الاپا جا رہا ہے۔ بقول اقبالؒ ؎

میخانۂ یورپ کے دستور نرالے ہیں
لاتے ہیں سرور اول دیتے ہیں شراب آخر

مغربی مفکرین کے نزدیک موت ایک "مطلب" ہے۔ یعنی انسانی جسم سے روح (مغربی مفکرین کے نزدیک ایک قسم کی گیس مثلاً آکسیجن) جب نکل جائے یہاں پر یہ واضح ہو کہ روح کے بارے میں مغربی سائنسدان اس کشمکش میں مبتلا ہیں۔ وہ کئی مردہ انسانی لاشوں پر تجربات کر چکے ہیں کہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ نزع کی حالت میں انسانی جسم میں وہ کونسی شے تھی کہ اب وہ نکل گئی ہے۔ مغربی سائنسدانوں نے انسانی جسم کے علاوہ بلی پر بھی تجربہ کیا ہے تاکہ روح کے بارے میں معلومات کئے جا سکیں۔ لیکن آخرکار ان سائنسدانوں کی اسلامی عقیدے کے مطابق روح کو امر ربی کہنا پڑا۔

اسلامی نظریہ حیات میں موت ایک طویل اور لافانی زندگی کے حصول کا راستہ ہے۔ بعض مغربی مفکرین نے انسان کی تخلیق کے بارے میں ایک نظریہ قائم کیا تھا کہ انسان کی ابتدائی شکل جانور کی سی تھی پھر اسکی دم گھستی گئی اور موجودہ انسانی شکل اختیار کر گئی کئی

انتہائی ضروری اعلان

سیالکوٹ کے جناب ملک منظور الٰہی صاحب نے عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے لیے مثالی خدمات سرانجام دیں۔ خصوصاً کراچی قیام کے دوران اس کاز کے لیے انکی خدمات قابل رشک تھیں۔ پاکستان میں ہر آنیوالی حکومت کی بدترین قادیانیت نوازی، مرزائیوں کے بدترین عقائد اور انکی دہشت گردی کا ان کی طبیعت پر اتنا اثر ہے کہ اب ان کی اس بڑھاپے میں طبیعت جذباتی ہو گئی ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی مرکزی مجلس شوریٰ نے اپنے اجلاس مورخہ ۲ مارچ ۱۹۹۱ء منعقدہ مرکزیہ ملتان میں جناب ملک منظور الٰہی کو ان کی سابقہ خدمات پر خراج تحسین پیش کرتے ہوئے آئندہ کے لیے ہر قسم کی جماعتی ذمہ داریوں سے علیحدہ کر دیا ہے۔ مگر اس کے باوجود اب حکومتی ڈاک سے معلوم ہوا کہ وہ اب بھی اپنے آپ کو جماعت کا نائب امیر ظاہر کر کے خط و کتابت کر رہے ہیں۔ حکومت، جماعتی رفقاء کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ اب ان کا جماعت میں کسی بھی قسم کا عہدہ نہیں ہے۔

موصوف سے بھی گزارش ہے کہ اب وہ جماعت کے نام کو کسی بھی طرح استعمال میں نہ لائیں۔

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان۔ پاکستان

مسلم مفکرین نے اس الزام کا بڑی بے جگری سے جواب دیا۔ حتیٰ کہ علامہ اقبالؒ اپنے نظموں میں درج ذیل جواب دینے پر مجبور ہو گئے۔

؎ خرد مندوں سے کیا پوچھوں کہ میری ابتدا کیا ہے
کہ میں اس فکر میں رہتا ہوں میری انتہا کیا ہے
اگر ہوتا وہ مجذوب فرنگی اس زمانے میں
تو اقبالؔ اس کو سمجھاتا مقام کبریا کیا ہے

دنیا میں بڑے بڑے سائنسدان گزرے ہیں بڑے بڑے ڈاکٹر اور ماہرین امراض قلب (HEART-SPECIALISTS) ہیں جو انسانی زندگیوں کو بچانے کے لیے اپنی تمام تر توانائیاں خرچ کرتے ہیں۔ لیکن جب ان کی زندگیوں کو خطرہ لاحق ہو جاتا ہے تو وہ لاچار ہو کر ہاتھ پر ہاتھ دھرے دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں۔ بڑے بڑے بادشاہ جنہوں نے اس دنیا کو اپنی آلائشوں کی آماجگاہ بنایا تھا۔ ان کو موت کے تھپیڑوں نے اس قدر مارا کہ وہ آہ وزاریاں کرتے ہوئے اس دنیا سے فنا ہو گئے حتیٰ کہ ان کو اپنے مال و اولاد تک دیکھنے کا موقع نہ دیا گیا۔ بڑے بڑے تختوں پر اکڑ کر بیٹھنے والے بادشاہوں کی کرسیاں اسی موت نے توڑ دیں۔

؎ کیا دبدبۂ نادر کیا شوکت تیموری
ہو جاتے ہیں سب دفتر غرق مئے ناب آخر

زندگی اور موت کا اصلی مقصد و مدعا:۔

آج سے چودہ سو سال پہلے تاجدار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قوم کے سامنے بیان کیا تھا جو تا قیامت بنی نوع انسان کے لیے مشعل راہ کا کام دے گا۔ انہی تعلیمات نے ایک گڈریا قوم کو دنیا پر حکمرانی دی اور ایک محکوم قوم کو قیصر و کسریٰ کا فاتح بنا دیا اور جنہوں نے دنیا پر حکمرانی کے طور طریقے لوگوں کو سکھلائے۔

یہ معلوم کرنا چاہیے کہ اسلامی انقلاب کے قائد اعظم حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنی نوع انسانوں کو جن ہلاکتوں سے نجات دلائی وہ

باقی ص ۲۴ پر

اسلام قبول کرنے کے بعد مجھے قلبی سکون مل گیا۔

مالیر کوٹلہ کے ایک نومسلم (سابق ہندو) کے تاثرات

تحریر: ملک محمد یامین قادری، منڈی بہاؤالدین

مشرقی پنجاب کے شہر مالیر کوٹلہ ضلع سنگرور لدھیانہ اور پٹیالہ کے درمیان واقع ہے۔ مالیر کوٹلہ پرانی ریاست ہے اور یہاں ۷۰ فی صد آبادی مسلمانوں پر مشتمل ہے اور ۳۰ فیصد ہندو، سکھ آباد ہیں۔ یہ شہر آج بھی امن کا گہوارہ ہے۔ بھارت میں دہشت گردی، ہندو مسلم فساد اور بابری مسجد جیسے مسئلہ پر فسادات کے ہونے پر اس شہر کو بھارت ٹی وی نے پورے بھارت میں امن و آشتی کا گہوارہ قرار دیا ہے۔ یہاں کے مسلمان قادیانیوں کے ساتھ انتہائی دشمنی رکھتے ہیں اور اس پورے شہر میں صرف ایک قادیانی کا گھر ہے۔ اسی شہر میں مرزا غلام قادیانی مرتد نے بہت تبلیغ کی اور جب اس کو یہاں کامیابی نہ ہوئی تو مرزا غلام قادیانی نے بھرے جلسہ میں کہا تھا کہ یہ شہر میرے مذہب کے لیے بنجر زمین ہے۔ وہ یہاں سے سخت مایوس ہوا۔ نواب مالیر کوٹلہ نے اس مرتد پر سخت پابندی لگا دی کہ یہ مالیر کوٹلہ میں داخل نہ ہو۔ مرزا مرتد نے اس میں مناظرے اور تبلیغی جلسے بہت کئے تھے۔ اس شہر کو اگر مسجدوں کا شہر قرار دیا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ یہاں کی مرکزی جامع مسجد دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ یہاں ہر اتوار کو تبلیغی اجتماع ہوتا ہے۔ یہاں میری ملاقات ایک نومسلم سے ہوئی۔ اس نے اپنا نام محمد اقبال بتایا۔ انتہائی ملنسار، چہرے پر سنت رسولؐ، ہاتھ میں تسبیح جس پر اللہ اکبر کا ورد کر رہا تھا۔ میں نے ملاقات کا وقت مانگا تو فوراً تیار ہو گئے۔ میں دوسرے روز ان کی رہائش گاہ پر پہنچا۔ ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ میرا غیر مسلم نام جواہری لال عرف سب رام والد مرنارائن گاؤں کول تحصیل و ضلع مہندر گڑھ صوبہ ہریانہ ہے۔ عرصہ ۳۰ سال سے مالیر کوٹلہ میں رہائش پذیر ہوں۔ میری قوم راؤ گوت یادو ہے۔

محمد اقبال نے کہا کہ میری اس وقت عمر ۵۰ سال ہے میں نے جب سے ہوش سنبھالا ہے، میں نے ہندو دھرم ہی دیکھا تھا اور ہندو کتب پر مجھے عبور حاصل ہے اور رامائن کا کافی کارکن ہوں۔ مندر میں جا کر بھجن کیا کرتا تھا۔ رامائن میں رام لچھمن کے والد دسرتھ اور ان کی جیون کہانی ہے اور ہندو دھرم کی گیتا کرشن جیون کی کہانی ہے جو مہابھارت کتاب میں کرشن، کورو اور پانڈوں کی جنگی داستان ہے۔ میں ہندو دھرم کا پنڈت و کٹر ہندو تھا۔ میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ میں کسی وقت ایمان کی دولت سے مالا مال ہو جاؤں گا۔ میں پہلے زمیندار تھا۔ اب محنت مزدوری کرتا ہوں۔ میں اکثر ایک مسجد کے سامنے سے گزرا کرتا تھا۔ اس مسجد سے قرآن پاک کی تلاوت و ترجمہ کی آواز میرے کانوں میں گونجا کرتی تھی۔ میں بہت دنوں سے یوں ہی مسجد کے سامنے سے گزر جاتا۔ ایک دن مسجد میں جا کر قرآن پاک کی تلاوت و ترجمہ غور سے سنا۔ میں روزانہ اب مسجد میں جانے لگا اور دل کی گہرائیوں سے سننے لگا۔ میں نے مولانا سے عرض کیا کہ مجھے ہندی ترجمے والا قرآن پاک چاہیے۔ انہوں نے قرآن پاک دیا۔ میں نے مطالعہ شروع کر دیا۔ میں نے جوں جوں قرآن پاک پڑھا، مجھے سکون ہی ملتا رہا اور شیخ الحدیث مولانا زکریا مہاجر مدنیؒ کا تبلیغی نصاب جو کہ ہندی میں ہے پڑھنا شروع کیا، جوں جوں پڑھتا گیا، میرا قلب اللہ تعالیٰ کی طرف لگتا گیا۔ میں نے اسلام قبول کر لیا۔ جب ہندوؤں کو پتہ چلا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں تو ہندوؤں نے مجھ پر تشدد شروع کر دیا اور میرے لیے بہت سے مسائل کھڑے کر دیے۔ میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمت کے ساتھ رہا اور قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کی حقانیت، خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر بہت غور کیا۔ میں نماز تہجد ادا کرتا ہوں اور پانچ وقت کی نماز و قرآن پاک کی تلاوت کرتا ہوں۔ ایک سوال کے جواب میں کہا کہ اب میرا اپنے والدین سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ میری بیوی جو کہ مسلمان ہے میں نے جب اسلام قبول کیا تو اس کے بعد کلکتہ میں شادی کی۔

باقی ص ۲۶ پر

بھیڑ نما بھیڑیئے

تحریر: غلام نبی میر ناسک، راولپنڈی

یہ مضمون آنجہانی مرزا محمود کے دور کا ہے جس میں قادیانیوں کی پاکستان دشمنی کو طشت ازبام کیا گیا ہے اس لئے ہم اسے جوں کا توں شائع کر رہے ہیں تاکہ حکومت پر بھی قادیانیوں کی پاکستان دشمنی واضح ہو جائے۔

آئین جواں مرداں حق گوئی و بیباکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

تحریک ختم نبوت کے بعد قادیانیت کی جو درگت بنی وہ کسی سے مخفی نہیں۔ جمہور مسلمین نے جن میں سنی اور شیعہ سب ہی متفق تھے اور ایک ہی پلیٹ فارم پر سے متفقہ آواز کے ساتھ ''مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی'' کی امت کو مرتد۔ اور خارج از اسلام، قرار دے رہے تھے۔ حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا۔ کہ وہ مرزائیوں کو الگ اقلیت قرار دے۔ اور اس مسئلہ کے لئے ہزاروں مسلمانوں نے سینوں پر گولیاں کھائیں۔ اور خون دے کر ثابت کر دیا۔ کہ وہ کسی صورت میں بھی مرزائیوں کو مسلمان ماننے کے لئے تیار نہیں لیکن حکومت پاکستان جس کے تمام تر اراکین انگریز کے دست پروردہ تھے اور ہیں۔ وہ بھلا یہ کب برداشت کر سکتے ہیں کہ انگریز کا یہ خود کاشتہ پودا جوان کا پیر بھائی ہے وجود سے عدم کی تاریکیوں میں کھو جائے۔ اس لئے انہوں نے اصل ملت کا مطالبہ تو نظر انداز کر دیا۔ لیکن اس مکار گروہ کی ہر ممکن اعانت کی اور کر رہے ہیں۔

آج مرزائیوں میں موجودہ خلیفہ پر عدم اعتماد کی وجہ سے پھوٹ پڑی ہوئی ہے اور روز بروز بگڑتے ہوئے حالات نے اس جماعت کی پوزیشن کو سخت خطرے میں ڈال دیا ہے۔ پھر انہی دنوں میں مرزا محمود نے کچھ ایسے خطبات اور کشف و رویا شائع کئے جس سے پاکستان کا قریب قریب تمام پریس حکومت پاکستان سے مطالبہ کرنے لگا۔ کہ ان پر ایکشن لیا جائے۔ ان تمام تر پیش آمدہ حالات سے مرزائی گروہ بوکھلا رہا ہے۔ اور وہ اپنا فائدہ اسی میں سمجھ رہا ہے کہ پاکستان کے اندر بدامنی پیدا ہو جائے یہی وجہ ہے کہ وہ آئے دن ایسی حرکات کرتا رہتا ہے۔ لیکن حکومت اپنے اس پیر بھائی گروہ کو من مانی کرنے کے لئے کھلی چھٹی دے چکی ہے۔ یہی وجہ ہے وہ اس گروہ پر تو نہیں البتہ ان لوگوں پر ایکشن لیتی ہے جو اس فتنہ پرداز گروہ کی فتنہ پردازیوں کا سدِباب کرنا چاہتے ہیں۔ اور یہ تمام تر حقائق ''منیر رپورٹ'' میں بالوضاحت درج ہیں۔

مرزائیت کی ابتداء بھی مکاری سے ہوئی تھی یعنی مرزا غلام احمد نے مخالفین اسلام کے مقابلہ کے بہانے سے سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے ساتھ ملایا۔ اور بعد میں نبوت کا دعویٰ کر کے مغربی سامراج کی جڑوں کو ہندوستان میں مضبوط کرنا شروع کر دیا۔ اسی سلسلے میں جہاد کو بھی حرام قرار دیا۔

ع خشتِ بنیاد کلیسا بن گئی خاک حجاز۔

آج دم توڑتی ہوئی مرزائیت پھر اسلام کے نام پر عیسائیت کے مقابلہ کا بہانہ کر کے میدان میں آنا چاہتی ہے اور اس کے لئے مرزائیوں نے سارے پاکستان میں راولپنڈی کے شہر کو انتخاب کیا۔ کیونکہ یہ پاکستان آرمی کا جنرل ہیڈ کوارٹر ہے اور اس کے دفاتر میں اکثر کلیدی عہدوں پر مرزائی افسر متمکن ہیں حکام شہر میں ان کا اثر و رسوخ ہے اور وہ وقت پر اپنی مرضی کے مطابق احکام جاری کرا سکتے ہیں۔ چنانچہ ''مدرسہ تعلیم القرآن'' کو سالانہ اجلاس کے لئے تین دن کی تگ و دو کے بعد بمشکل اجازت ملی۔ اور مرزائیوں کو جلسہ کی اجازت باتوں ہی باتوں میں مل گئی۔ بقول ان کے ''کہ اس جلسہ کی اجازت زبانی حاصل کرلی گئی تھی۔ اس کی اطلاع پولیس کو بھی دے دی گئی تھی۔ کیوں نہ ہو۔ پیر بھائی جو ٹھہرے۔

ع جب سیّاں بنے کوتوال پھر ڈر کاہے کا؟

۲۹ مارچ کو اس مرتد گروہ نے راولپنڈی کے ٹرنک بازار میں کھلا جلسہ کرنا چاہا۔ اور بہانہ یہ رکھا کہ وہ ایک پادری کی بکواس کا جواب دیں گے۔ بھلا جمہور مسلمین ان کے اس فریب کو کب برداشت کر سکتے تھے۔ انہوں نے احتجاج کیا۔ اور حکام نے بروقت مداخلت کر کے ان کا جلسہ بند کرا کر اپنے بہترین حسن تدبر کا ثبوت دیا۔ مرزائیوں کو حکام کا گلہ اور شکوہ کرنے کے بجائے ان کا شکر گذار ہونا چاہیئے کیونکہ مشتعل ہجوم کو روکنے کے لئے وہاں کوئی ایسی فورس نہ تھی جو مرزائیوں کی خاطر خواہ حفاظت کر سکتی۔ دوسری طرف یہ فتنہ سارے پاکستان کے لئے بارود میں چنگاری کا مصداق بن جاتا۔ ان کے جلسے کی مثال تو ڈاکوؤں کے اس گروہ کی سی ہے جو سوداگروں کا بھیس بدل کر کسی بستی میں داخل ہو جائے اور وہ عوام و حکام کی اصل حال سے بے خبری کی بناء پر شہر میں اپنا کاروبار شروع کر دے اور موقع کا منتظر رہے لیکن جب ان کا راز کھل جائے۔ تو عوام اور حکام ایک منٹ کے لئے بھی ان کا شہر میں رہنا اور کاروبار کرنا برداشت نہ کریں۔ دیکھئے۔ یہ مرتد گروہ پاکستان کا کھاتا ہے اور پاکستان ہی کو نقصان پہنچاتا ہے۔ خود چور ہے اور دوسروں کو چور بتاتا ہے۔

ملک دشمن غضنفر کون ہے؟

ذرا مرزا محمود کے مندرجہ ذیل رؤیا، جو مرزائیوں کے گزٹ ''الفضل'' میں شائع ہوئے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔ اور انصاف کریں کہ پاکستان کی تخریب اور بھارت کی تائید کون کر رہا ہے اور اول و آخر پاکستان کی ''پ'' کی سالمیت کا دشمن کون ہے؟

بیان مرزا محمود ایک صاحب نے پاکستان کے متعلق سوال کیا کہ اس بارے میں حضور کا کیا خیال ہے؟ حضور نے فرمایا۔ میں اصولی طور پر اس کا قائل نہیں۔ میں سمجھتا ہوں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو ہندوستان میں اس لئے پیدا کیا ہے تاکہ

سارا ہندوستان اسلام کے جھنڈے کے نیچے آجائے اور وہ احمدیت کی ترقی کیلئے ایک عظیم الشان بنیاد کا کام دے۔ حضرت مسیح موعود کا ایک الہام ہے۔ آریوں کا بادشاہ (تذکرہ ص ۳۸۴) اگر ہم آریوں کو الگ کر دیں۔ اور مسلمانوں کو الگ تو حضرت مسیح موعود کا یہ الہام کس طرح پورا ہو سکتا ہے؟ پس ضروری ہے۔ کہ ہندوستان کے سب لوگ متحد رہیں۔ اگر ہندوستان نے الگ الگ ٹکڑوں میں تقسیم ہو جانا تھا۔ تو حضرت مسیح موعود پاکستان کے بادشاہ کہلاتے۔ آریوں کے بادشاہ نہ کہلاتے پس بے شک مسلمان زور لگاتے رہیں جس قسم کا پاکستان وہ چاہتے ہیں وہ کبھی نہیں بن سکتا پاکستان قائم کرنے میں مسلمانوں کا فائدہ نہیں اکھنڈ ہندوستان میں ہے۔ پس ضروری ہے کہ ہندوستان میں اتحاد رہے اور اس کے حصے الگ الگ نہ ہوں مسلمان پاکستان پر تو زور دیتے ہیں۔ مگر یہ نہیں سوچتے کہ ان کے پاس نہ روپیہ ہے اور نہ ہی کوئی اور سامان ہے۔ روپیہ تو ہندوؤں کے قبضہ میں ہے۔ پس یہ ایک مشغلہ ہے جو چند تعلیم یافتہ لوگوں نے اختیار کیا ہوا ہے ہماری جماعت کے دوستوں کو ایسے معاملات میں دلچسپی نہیں لینی چاہئیے۔ بلکہ اگر کسی کے دل میں کوئی ایسی بات اٹھے تو اسے استغفار کرنا چاہئیے۔ ہم ایک مذہبی جماعت ہیں۔ ہمارا ان باتوں سے کوئی واسطہ نہیں

(بیان مرزا محمود (مندرجہ الفضل ۱۸ / جون ۱۹۴۳ء)

(۲) میں نے دیکھا کہ میں کسی شخص کو کہہ رہا ہوں۔ کہ ہم تو قادیان جاتے ہیں۔ اب یہاں جو میرے پاس زمینیں ہیں اور گورنمنٹ نے الاٹ کی ہیں وہ کسی مہاجر کو دے دیں یا گورنمنٹ کو واپس کر دیں...... الخ (الفضل ۳۱ جنوری ۱۹۵۵ء)

(۳) میں نے دیکھا کہ میری چھوٹی ہمشیرہ امۃ الحفیظ بیگم میرے ساتھ ایک جگہ ٹہل رہی ہیں۔ اور ارد گرد دوسرے لوگ بیٹھے ہیں۔ وہ نہایت ہی آہستہ آواز میں میرے کان کے پاس منہ کر کے کہتی ہیں کہ ابھی مکانوں پہ زیادہ خرچ نہ کرو۔ دارالحمد کے سجانے کی طرف توجہ کرو۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو کسی نے کہلا بھیجا ہے۔ کہ قادیان تو ہمیں ملنے والی ہے۔ اس لئے کسی دوسری جگہ مکان بنوانے سے کیا فائدہ ہے؟ مگر میں اس مشورے کو غلط سمجھتا ہوں۔ اور خیال کرتا ہوں کہ کسی جماعت کا مرکز کے بغیر تھوڑا عرصہ رہنا بھی بڑا خطرناک ہوتا ہے یہ خیال کر کے میں نے بڑے جوش میں بلند آواز میں کہا۔ کہ آہستہ آہستہ یہ بات کیوں کہتی ہو۔ ہر ایک جانتا ہے کہ قادیان ہم کو ملنے والی ہے مگر اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ ہم دوسری جگہ مکان نہ بنائیں۔ جب قادیان ملے گی۔ تو یوں ہی آہستگی سے تھوڑی ہی ملے گی جب قادیان ملے گی۔ تو اس کے ساتھ شملہ بھی ملے گا۔ ڈلہوزی بھی ملے گی۔ اور دوسرے اضلاع بھی ملیں گے۔ شملہ کا لفظ تو مجھے خوب یاد ہے۔ ڈلہوزی کا لفظ پورے یقین سے یاد نہیں۔ مگر میرا خیال ہے میں نے شملہ کے ساتھ ڈلہوزی کا ہی نام لیا تھا۔ اسی طرح دوسرے اضلاع کا میں نے ذکر کیا۔ کہ ہمیں وہ بھی ملیں گے۔ بلکہ اس وقت مجھ پر یہ اثر معلوم ہوتا ہے کہ پنجاب کا علاقہ بشمولیت دلی یا دلی کے پاس تک کا علاقہ ہم کو اس وقت ملے۔ (الفضل یکم فروری ۱۹۵۵ء)

(۴) یہ رؤیا اگر ظاہر پر محمول کیا جائے تو اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جانا امرتسر کی طرف سے ہوگا۔ لیکن رستے اصل چیز نہیں اصل چیز تو یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ پھر ان علاقوں کو ہمیں ملا دے اور مسلمان عزت و احترام کے ساتھ وہاں جائیں۔ ہمارا ظاہری طور پر بھی ہمیشہ یہی خیال رہا ہے۔

(خطبہ مرزا محمود الفضل یکم فروری ۱۹۵۵ء)

۵۔ پھر اسی سلسلہ میں "گاندھی جی" اور مسٹر سردار بائی کا ذکر کرتے ہوئے کہتا ہے کہ۔ سارے مسلمانوں کو اجازت ہو۔ اور سب مسلمانوں کو کہو۔ کہ وہ آزادی سے اسی طرح رہیں گے جیسے انگریزوں کے زمانے میں رہتے تھے۔ اور پاکستان اور ہندوستان کے درمیان کوئی باؤنڈری نہیں ہوگی۔ (الفضل یکم فروری ۱۹۵۵ء)

(۶) سات آٹھ دن ہوئے میں نے رؤیاء میں دیکھا کہ جنرل آئزن ہاور نے میرا یا احمدیت کا تعریف کے ساتھ ذکر کیا ہے یہ واقعہ ایک مجلس میں بیان ہوا۔ تو کسی نے کہا یہ کونسی بات ہے۔ تو اس پر میں نے کہا۔ کہ ظاہر میں تو بات کچھ نہیں۔ مگر اس سے یہ پتہ لگتا ہے کہ احمدیت کی اہمیت دور دور تک واضح ہو گئی ہے۔

کیجئے۔ پاکستان کی سالمیت کو ختم کرنے کے عزائم کا اظہار رؤیاء اور کشوف کے پردے میں کون کر رہا ہے۔ بلکہ صاف لفظوں میں ظاہری طور پر بھی کرتا ہے اور بھارت اور پاکستان کی سرحدوں کو ختم کرنے کی اللہ تعالیٰ کی مرضی اور منشاء قرار دیتا ہے۔

لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ کی نئی تفسیر

"بترس از آہ مظلوماں" کے عنوان سے چھپے اس کو شائع ہونے والے پمفلٹ میں صفحہ تین پر مرزائی لکھتے ہیں۔ کہ:- یقیناً اسلام کی تعلیم "لا اکراہ فی الدین" کی حامل ہے اور اس کی رو سے غلط سے غلط خیال بیان کرنے کا حق ہر ایک کو حاصل ہے۔ اور اس میں انسانیت کی بہتری ہے۔ ورنہ انسان ارتقاء کی کبھی ایک بھی منزل طے نہ کر سکتا۔ اور قدامت پسندی اور تحکم۔ سائنس۔ فلسفہ اور دیگر علوم میں ایک قدم بھی آگے بڑھنے نہ دیتی۔ اگر کوئی چیز کشتنی ہے۔ تو وہ یہی روح ہے جو آزادی خیال کو کچلنا چاہتی ہے...... الخ۔

خوب پتے کی کہی۔ واقعی مرزائیت نے اپنے ارتقاء کی منزلیں ایسے ہی غلط سے غلط خیالات بیان کر کے طے کی ہیں۔ اور اس کا ثبوت مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کی الماری اور موجودہ مرزا محمود کی ہفوات و خرافات کی پٹاری سے بخوبی مل جاتا ہے:۔ مشتے نمونہ از خروارے۔ ملاحظہ فرمائیں۔ فرانس و برطانیہ کی مدح سرائی میں مرزا محمود قادیانی کا الہامی بیان:-

انگریزوں کی مثال درحقیقت ایسی ہی ہے جیسے کہ قرآن کریم میں آتا ہے۔ کہ دو یتیم بچوں کا خزانہ ایک دیوار کے نیچے دبا ہوا تھا۔ ایک مدت کے بعد وہ دیوار بوسیدہ ہو کر گرنے کے قریب ہو گئی۔ مگر حضرت موسیٰ اور ان کے ساتھی نے اس دیوار کو پھر بنا دیا۔ اسی طرح بظاہر حالات ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انگریز اور فرانسیسی وہ دیوار ہیں جس کے نیچے احمدیت کا خزانہ مدفون ہے اور خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ یہ دیوار (فرانس اور برطانیہ) اس وقت تک قائم رہے جب تک خزانہ کے اصل حقدار جوان نہیں ہو جاتے۔ ابھی احمدیت چونکہ بالغ نہیں ہوئی۔ اور بالغ نہ ہونے کی وجہ سے وہ اس خزانہ پر قبضہ نہیں کر سکتی۔ اس لئے اگر اس وقت یہ دیوار گر جائے تو نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ دوسرے لوگ اس پر قبضہ جما لیں گے۔ پس اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ ہم پھر ایسی دیوار بنا دیں تاکہ جب احمدیت اپنی بلوغت کو پہنچ جائے۔ تو اس

وقت وہ اس خزانہ کو سنبھالے پس اس وقت احمدیت کا فائدہ انگریزوں کی فتح میں ہے۔ حضرت مسیح موعود نے بھی دعا کی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ جنگ میں انگریزوں کو فتح دے۔ پس حضرت مسیح موعود کی سنت کی اتباع میں ہمارا فرض ہے کہ ہم انگریزوں کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔ اس وقت انگریزوں یا فرانسیسیوں کا سوال نہیں۔ بلکہ احمدیت کی تبلیغ کی آزادی کا سوال ہے۔ پس نہایت ہی درد اور کرب کے ساتھ دعا کریں۔ کیونکہ معاملہ معمولی نہیں۔ بلکہ نہایت ہی خطرناک ہے۔ (بیان مرزا محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ الفضل ۴ر جون ۴۰ ۱۹ء)

”و اما الجدار فکان لغلٰمین یتیمین فی المدینۃ وکان تحتہ کنزلھما“ (پارہ ۱۶ سورہ کہف) پڑھ لی آپ نے اس آیت کی غلط سلط تاویل۔ مرزائی کہتے ہیں کہ جب تک ایسی غلط بیانی کی انہیں کھلے عام اجازت نہ دی جائے گی۔ انسانیت کا ارتقا رکا رہے گا۔

توجناب عالی سن لیجئے۔ اس غلط بیانی کی اجازت دنیا تو تم کو دے سکتی ہے۔ لیکن حضرت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا اسلام ہرگز اس بات کی اجازت نہ دے گا۔ اور نہ ہی اس مقدس و محترم ہستی کے نام لیوا کبھی اس خرافات کو برداشت کریں گے۔ خواہ انہیں خون کے سمندروں میں کیوں نہ تیرنا پڑے۔ مسلمان کے کامل ایمان کی نشانی ہی یہی ہے کہ وہ ایسی لغویات کو قوت بازو سے روک دے۔ من رای منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ

نہ جب تک کٹ مروں میں خواجہ بطحٰی کی عزت پر
خدا شاہد ہے کامل میرا ایماں ہو نہیں سکتا۔

پھر لکھتے ہیں ! احرار تو ہمیشہ احمدیوں کے جلسوں میں اس قسم کی شورانگیزی کرتے آئے ہیں۔ کیا وہ گذشتہ ۶۰/۷۰ سال کے عرصہ میں ایک مثال بھی اس کی پیش کر سکتے ہیں۔ کہ احمدیوں نے بھی ان کے جلسہ کو کبھی خراب کیا ہے ! شاید وہ یہ کہیں کہ احمدیوں کو اتنی طاقت ہی کہاں ہے کہ وہ شور ڈال سکیں۔ ہمیں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ احرار کو یہ یاد رکھنا چاہئے کہ ”حلیم“ کا غصہ بڑا سخت ہوتا ہے۔

قربان جائیے ان کی حلیمی کے یہ حلیمی ہے یا بزدلی؟ سخت غصے کی بنیاد سے بھی ہم بخوبی واقف ہیں۔ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا؟ دعا دیجئے انگریزوں اور فرانسیسیوں کو دعا دیں۔ امریکہ اور اس کے کاسہ لیسوں کو۔ جو تمہاری حلیمی اور سخت غصے کے رکھوالے ہیں۔ ایک مثل ہے۔

تتّوں جھک کے مارے چِتیا۔ تیر کماں
جس نوں جھکدا ویکھے اس نوں بھلا نہ جان

تمہاری حلیمی اور سخت غصہ یا بالفاظ دیگر بزدلی کے کارنامے قادیان میں دیکھئے۔ جب کہ تم نے ۱۹۳۰ء میں مولوی عبدالکریم مباہلہ پر قاتلانہ حملہ کرایا۔ اور نتیجہ میں حاجی محمد حسین شہید ہو گئے اور اس کے قاتل محمد علی پشاوری کو پھانسی کے بعد بہشتی مقبرہ میں دفن کیا۔ اور مرزا محمود نے اس کے جنازے کو کندھا دیا۔ کیا اس وقت لا اکراہ فی الدین کی تفسیر یا لاذہن میں نہ تھی۔ کہ ایک حق پرست کے قاتل کی اتنی توقیر کی۔ آج چلا رہے ہو۔ کہ اگر کوئی چیز گستاخی ہے۔ تو وہ یہی رد عمل ہے۔ جو آزادئ خیال کو کچلنا چاہتی ہے۔ حالانکہ جب غازی علم الدین شہید نے رنگیلے رسول کے مصنف راجپال کو قتل کیا۔ تو مرزا محمود نے کہا :۔

قتل راجپال محض مذہبی دیوانگی کا نتیجہ ہے۔ جو لوگ قانون کو ہاتھ میں لیتے ہیں وہ بھی اور جو ان کی پیٹھ میں ٹھونکتا ہے وہ بھی مجرم ہے وہ بھی قانون کا دشمن ہے۔ جو لیڈران کی پیٹھ ٹھونکتے ہیں۔ وہ خود مجرم ہیں۔ قاتل اور ڈاکو ہیں۔ جو لوگ توہین انبیاء کی وجہ سے قتل کرتے ہیں ایسے لوگوں سے برأت کا اظہار کرنا چاہئے۔ اور ان کو دبانا چاہئے یہ کہنا کہ محمد رسول اللہ کی عزت کیلئے قتل کرنا جائز ہے۔ نادانی ہے۔ انبیاء کی عزت کی حفاظت قانون شکنی سے نہیں ہو سکتی۔ (خطبہ جمعہ مرزا بشیر محمود مندرجہ الفضل ۱۹ر اپریل ۱۹۲۹ء)

لیکن اپنی ذات پر نکتہ چینی کرنے والے کے قتل کیلئے محمد علی پشاوری کو بلوانا اور پھر اس قاتل کے جنازے کو کندھا دینا۔ اور اسے بہشتی مقبرے میں دفن کرنا یہ کیا ہے؟ ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

اس کے بعد محمد امین بخارا کا قتل اور پھر فخر الدین ملتانی کا قتل اور پھر حاجی عبدالغنی رئیس اعظم بٹالہ کا قتل۔ پھر قادیان کے قبرستان میں وہاں کے مسلمانوں کو اپنے مردوں کو دفن نہ کرنے دینا بلکہ مسلمانوں کی قبریں اکھاڑ پھینکنا۔ اور ان کا اپنے مردوں کے دفن کرنے کیلئے مجبوراً بٹالہ آنا۔ کیا یہ حلیموں کے کام ہیں یا بزدلوں کے؟ بزدل ہمیشہ غیروں کے کھونٹے پر ناچا کرتے ہیں۔

سوال کیا گیا ہے کہ آخر احرار چاہتے کیا ہیں؟ ابھی تک ان کو یہ بھی پتہ نہیں چلا کہ احرار کیا چاہتے ہیں۔ سنیئے :۔ احرار ہی نہیں بلکہ تمام مسلمان خواہ وہ سنی ہوں یا شیعہ۔ حنبلی ہوں یا شافعی۔ مالکی ہوں یا حنفی یا اہلحدیث سب یہ چاہتے ہیں کہ مرزائیوں کو جمہور مسلمین سے الگ تھلگ ایک غیرمسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ اور یہی مطالبہ تمہارے مرزا محمود نے بھی کیا تھا۔ ملاحظہ ہو۔ (الفضل ۱۳ر نومبر ۴۶ ۱۹ء)

مطالبہ حسب ذیل الفاظ میں ہے :۔

میں نے اپنے ایک نمائندہ کی معرفت ایک بڑے ذمہ دار انگریز افسر کو کہلوا بھیجا۔ کہ پارسیوں اور عیسائیوں کی طرح ہمارے حقوق بھی تسلیم کئے جائیں۔ جس پر افسر نے کہا۔ کہ وہ تو اقلیت ہیں۔ اور ہم ایک مذہبی فرقہ ہیں۔ جس طرح ان کے حقوق علیحدہ تسلیم کئے گئے ہیں۔ اسی طرح ہمارے بھی کئے جائیں۔ تم ایک پارسی پیش کر دو۔ اس کے مقابلہ میں میں دو دو احمدی پیش کرتا جاؤں گا۔ (الفضل ۱۳ر نومبر ۴۶ ۱۹ء)

مرزائیوں کے پمفلٹ کا عنوان ”بترس از آہِ مظلوماں“ ہے۔ اندر خود کو حلیم لکھا ہے کیا حلیمی شجاعت کا قاعدہ یا مظلومیت کا؟ شجاع بردبار بھی ہوتا ہے اور غیور بھی لیکن بے غیرت نہیں ہوتا۔

آخر میں ہم حکومت پاکستان سے دردمندانہ اپیل کرتے ہیں۔ کہ اگر وہ ملک میں واقعی طور پر امن چاہتی ہے تو اسلام دشمن عناصر کے منہ میں لگام دے۔ خواہ وہ مرزائی ہوں یا عیسائی یا کوئی اور۔ ان دشمنان اسلام کو دریدہ دہنی کی کھلی چھٹی دے دینا۔ اور جمہور مسلمین کو پابند کرنے کی کوشش کرنا کسی صورت میں بھی جائز اور مفید نہ ہوگا۔ ہم پاکستان کے اندر اسلام اور بانی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف

باقی صفحہ ۲۶ پر

ختمِ نبوّت — مرزا قادیانی کے نزدیک

مرزائی عقیدہ کے علاوہ مرزا قادیانی کے "دوغلے" کردار کی مختصر سی نشاندہی

از قلم:۔ سید شبیر حسین شاہ زاہد، اسلام آباد

مرزا غلام احمد قادیانی مسیلمۂ پنجاب کے الفاظ میں "ختم نبوت" کی تشریح و تفسیر کا ذکر کرنا مضمون زیر عنوان میں مطلوب ہے۔ اس مضمون میں ختم نبوت کے مرزائی عقیدہ کے علاوہ مرزا قادیانی کے "دوغلے" کردار کی بھی مختصر سی نشاندہی کی گئی ہے جس کے بارے میں خود مرزا قادیانی کا کہنا ہے کہ:

"کسی سچیار اور عقلمند اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا۔ ہاں اگر کوئی پاگل یا مجنون یا ایسا منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو۔ اس کا کلام بے شک متناقض ہو جاتا ہے۔" (ست بچن ص ۳۰)

مزید لکھتا ہے کہ:

"اس شخص کی حالت مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے" (حقیقۃ الوحی ص ۱۸۴)

مرزا ہی کا قول فیصل ہے کہ:

"جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے" (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۱۴)

درج بالا مرزا قادیانی کے اقوال کی روشنی میں عقیدہ ختم نبوت کے بارے میں "تناقضات" کو ملاحظہ فرما کر خود ہی فیصلہ فرما لیجئے کہ مرزا قادیانی ایک سچا اور راستباز شخص تھا یا جھوٹا۔ کہتا ہے کہ

"کیا تو نہیں جانتا کہ پروردگار، رحیم و صاحب فضل نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بغیر کسی استثناء کے خاتم النبیین نام رکھا اور ہمارے نبی نے اہل طلب کے لیے اس کی تفسیر اپنے قول "لانبی بعدی" میں واضح طور پر فرما دی۔ اگر ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا ہم باب وحی بند ہو جانے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے اور یہ صحیح نہیں جیسا کہ مسلمانوں پر ظاہر ہے اور ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبی کیونکر آ سکتا ہے۔ درآنحالیکہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ فرما دیا" (حمامۃ البشریٰ ص ۳۴)

پھر لکھا: "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار فرما دیا تھا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور حدیث "لانبی بعدی" ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا۔ اور قرآن شریف کا لفظ لفظ قطعی ہے۔ اپنی آیت "ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین" سے بھی اس آیت کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی ہے" (کتاب البریہ ص ۱۸۴ حاشیہ)

مزید لکھا کہ: "اللہ شایان نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے اور نہیں شایان کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ از سر نو شروع کر دے۔ بعد اس کے کہ اسے قطع کر چکا ہو اور بعض احکام قرآن کریم کے منسوخ کر دے اور ان پر بڑھا دے۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۷۷)

اور کہا: "میں سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی۔" (اشتہار مورخہ ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء)

پھر کہا: "میں جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔" (تحریری بیان جامع مسجد دہلی مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۸۹۱ء)

دوسرے مقام پر لکھا کہ: "مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں کی جماعت سے جا ملوں" (حمامۃ البشریٰ ص ۹۶ ۱۳۱۴ھ)

ایک اشتہار میں کہا:

"ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے قائل ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔" (اشتہار مورخہ ۲۰ شعبان)

اب مرزا قادیانی کا دوغلا پن ملاحظہ ہو۔ کہ بیان کئے گئے تمام عقائد سے یک لخت پھر گئے اور خاتم النبیین کے نئے معنی کا اعلان کر دیا اس طرح اپنے کلام و بیان میں "تناقض" کے مرتکب ہو کر جھوٹے مخبوط الحواس اور خوشامدی ثابت ہوئے۔ خاتم النبیین کے بارے میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ "خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی مہر کے بغیر کسی کی نبوت کی تصدیق نہیں ہو سکتی۔ جب مہر لگ جاتی ہے تو وہ کاغذ سند ہو جاتا ہے اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت کی مہر اور تصدیق جس نبوت پر نہ ہو وہ صحیح نہیں۔" (ملفوظات احمدیہ حصہ پنجم ص ۲۹۰)

مرزا قادیانی کے خلیفہ اول حکیم نور الدین سے ایک شخص نے سوال کیا کہ خاتم النبیین رسول تھے۔ تو پھر نبی ہونے کا دعویٰ کس طرح ہو سکتا ہے؟ جواب

دیا کہ "خاتم مہر کو کہتے ہیں۔ جب نبی کریم مہر ہوئے اگر ان کی امت میں کسی قسم کا نبی نہیں ہوگا تو وہ کس طرح مہر ہوئے یا مہر کس پر لگے گی۔"

(اخبار الفضل قادیان ۲۲ مئی ۱۹۲۲ء)

"جس کامل انسان پر قرآن شریف نازل ہوا تو وہ خاتم الانبیاء ہے۔ مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے روحانی فیض نہیں ملے گا بلکہ اس معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے۔ بجز اسکی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا ..... اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں ایک وہی ہے کہ جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لیے امتی ہونا لازمی ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص۲۷۔)

اور یاد رہے کہ اگر ایک امتی کو جو محض پیروی آں حضرت صلعم سے درجہ وحی اور الہام اور نبوت کا پاتا ہے نبی کے نام کا اعزاز دیا جائے تو اس سے مہر نبوت نہیں ٹوٹتی کیونکہ وہ امتی ہے۔ مگر کسی ایسے نبی کا دوبارہ آنا جو امتی نہیں ہے ختم نبوت کے منافی ہے۔ (چشمہ مسیح ص[illegible])

اگر میری گردن کے دونوں اطراف تلوار رکھ دی جائے اور کہا جائے کہ تم کہو کہ آنحضرت کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں کہوں گا کہ تو جھوٹا ہے کذاب ہے آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں

(انوار خلافت ص۶۵)

(اور نبی ظلی (تجلیات الٰہیہ ص۲۶)

اب بجز نبوت محمدی کے سب نبوتیں بند ہیں شریعت والا کوئی نبی نہیں آسکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے۔ پس اسی بنا پر میں امتی بھی ہوں۔

"ہلاک ہو گئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا۔ مبارک ہے وہ جس نے مجھے پہچانا میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور اس کے سب نوروں میں سے آخری نور۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔"

(کشتی نوح ص۵۶)

ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدیہ کے ساتھ آخری زمانے کے لیے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا اب بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمے سے پانی لینے کے لیے باقی نہیں۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

انہوں نے سمجھ لیا ہے کہ خدا کے خزانے ختم ہو گئے ان کا یہ سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدر کو ہی نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے ورنہ ایک نبی کیا میں کہتا ہوں کہ ہزاروں نبی ہوں گے (انوار خلافت ص۶۲)

مرزا قادیانی کے کلام کے اس تناقض کو رفع کرنے کے لیے کبھی آپ کو امتی نبی قرار دیا گیا۔ کبھی غیر تشریعی نبی کہا گیا۔ کبھی ظلی بروزی اور عین محمد کی اصطلاح وضع کی گئی۔ اور کبھی آپ کی نبوت کو ناقص قرار دیا گیا اور کبھی اتباعی لیکن حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی کا دعویٰ تشریعی مکمل اور افضل نبوت کا تھا جو اس کے اقوال اور دینی ہدایات سے ثابت ہے۔ اس حقیقت کے منفی اثرات کے ازالے کیلئے یہ کہہ دیا گیا کہ ۱۹۰۱ء کے پہلے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے (حقیقۃ النبوت ص۱۲۱) پس ۱۹۰۲ء سے پہلے کی کسی تحریر سے حجت پکڑنا بالکل جائز نہیں ہو سکتا (القول الفصل ص۲۴)

ہم خود کچھ نہیں کہتے فیصلہ آپ پر ہے کہ اندازہ کریں کہ کیا ایک نبی کا کردار "دوغلا" ہو سکتا ہے۔ کیا متناقض کلام حامل نبی ہو سکتا ہے یا مجنون اور مخبوط الحواس اور مجنون۔

اگر بہ نظر غائر دیکھا جائے تو یہ معلوم ہو جائے گا کہ مرزا قادیانی "ختم نبوت" کے ابتدائی عقیدے میں نہ ۱۹۰۱ء سے پہلے مخلص تھا اور نہ ۱۹۰۱ء کے بعد بلکہ مرزا قادیانی کا بتدریج نبی بننا انگریز ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ کے ساتھ کامیاب انٹرویو کے بعد جاری ہونے والی ہدایات کی روشنی میں تھا جو کہ برطانیہ سے آنے والی انگریزوں کی ایک سروے ٹیم کے تجزیئے کی روشنی میں چار امیدواروں سے کیا گیا تاکہ ایک جھوٹا نبی کھڑا کر کے ہندوستانی مسلمانوں کی عقیدت محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے ختم کیا جائے۔

(دیکھئے تحریک ختم نبوت از شورش کاشمیری) ہندو اخبار بندے ماترم مورخہ ۲۲ اپریل ۱۹۳۲ء میں شنکر داس نے بھی اپنے مضمون میں اسی خیال کا اظہار کیا ہے۔ مرزا قادیانی نے اپنے اس مکارانہ پیچ کا خود بھی اعتراف کیا ہے۔

اور یہ الہامات (یعنی جن میں نبوت وغیرہ کے دعوے کیے گئے ہیں) اگر میری طرف سے اس موقع پر ظاہر ہوتے تو جب کہ علماء مخالف ہو گئے تھے۔ تو وہ ہزارہا اعتراض کرتے۔ لیکن وہ ایسے موقع پر شائع کئے گئے جبکہ یہ علماء میرے موافق تھے یہی سبب ہے کہ باوجود اس قدر جوشوں کے ان الہامات پر انہوں نے اعتراض نہیں کیا کیونکہ وہ ایک دفعہ ان کو قبول کر چکے تھے اور سوچنے سے ظاہر ہوگا کہ میرے دعویٰ مسیح موعود ہونے کی بنیاد انہی الہامات سے پڑی ہے اور انہی میں خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو مسیح موعود ہونے کے حق میں آیتیں تھیں وہ میرے حق میں بیان کر دیں۔ اگر علماء کو خبر ہوتی کہ ان الہامات سے تو اس شخص کا مسیح ہونا ثابت ہوتا ہے تو وہ کبھی قبول نہ کرتے۔ یہ خدا کی قدرت ہے کہ انہوں نے قبول کر لیا اور اس پیچ میں پھنس گئے۔ (اربعین جلد دوم ص۲۱)

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے بیانات بھی مرزا قادیانی کے ہیں اور ۱۹۰۱ء کے بعد کے حوالے اور بیانات بھی مرزا قادیانی کے ہی ہیں۔ اگر ۱۹۰۱ء کے پہلے کے بیانات کو جھوٹا یا بے معنی سمجھ کر چھوڑ دیا جائے اور ان سے حجت نہ پکڑی جائے تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ اس دور میں مرزا قادیانی بے سروپا باتیں کیا کرتا تھا جن کے معنی و مفہوم کی اسے خود بھی خبر نہ ہوا کرتی تھی لہٰذا مرزا قادیانی کے دعوے محدث ملہم ولی مسیح موعود، مہدی مسیح ابن مریم سب کے سب جھوٹے ہیں۔ لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ ہمارے پاس اس کا ثبوت کیا ہے کہ ۱۹۰۱ء کے بعد مرزا کے جو [illegible]

باقی ص۲۶ پر

آخری قسط

لٹوکا کے چند مرزائیوں کو بدبُو اور جھوٹ کی کھجلی

افادات مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ

ترتیب :۔ محمد حنیف سیکرٹری مناظرہ کمیٹی فیجی مسلم لیگ

مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اختر رحمۃ اللہ علیہ امیر مجلس تحفظ ختم نبوت فجی کے مسلمانوں کی دعوت پر ۱۹۶۸ء میں تشریف لے گئے وہاں کے مرزائیوں نے حضرت مولانا کے خلاف ایک اشتہار شائع کیا جس کا سائیکلو سٹائل کر کے ایک پمفلٹ کی صورت میں ... دیا گیا ریکارڈ پر لانے کے لئے ہم اسے ذیل میں شائع کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

"عرصہ بیس سال یا اکیس سال کا گذر گیا ہے کہ میں نے ایک اشتہار شائع کیا تھا جس میں لکھا تھا کہ خدا نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میں چار لڑکے دوں گا جو عمر پاویں گے۔۔۔۔ چنانچہ وہ چار لڑکے یہ ہیں۔ محمود احمد۔ بشیر احمد۔ شریف احمد۔ مبارک احمد۔ (حقیقۃ الوحی ص ۲۱۸)

کتنا بڑا افترا کتنا بڑا دھوکہ اور کتنا بڑا جھوٹ ہے۔ مرزا صاحب کے کسی اشتہار میں جو حقیقۃ الوحی کے لکھنے سے بیس سال پہلے شائع ہوا نہ چار لڑکے پیدا ہونے کا ذکر ہے نہ عمر پانے کا۔ مرزا قادیانی کی یہ پیشگوئی اور نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کا وعدہ صریح جھوٹ ثابت ہوا کیونکہ اس کا چوتھا بیٹا مبارک احمد قریباً نو سال کی عمر میں مر گیا حالانکہ الہامی صاحب نے اس کا نکاح بھی کر دیا تھا (سیرت المہدی حصہ دوم ص ۱۵۴) لہٰذا پیشگوئی ــــ "چاروں لڑکے عمر پاویں گے۔" جھوٹی ثابت ہوئی اور قادیانی الہامی کاذب ثابت ہوئے جیسا کہ انہوں نے لکھا ہے :۔

(۱) "خدا تعالیٰ ایک مفتری کی پیش گوئی کو جو ایک جھوٹے دعویٰ کے لئے بطور شاہد صادق بیان کی گئی ہرگز سچی نہیں کر سکتا وجہ یہ کہ اس میں خلق اللہ کو دھوکا لگتا ہے۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۲۲)

(۲) "کیا یہ سچ نہیں کہ مدعیٔ کاذب کی پیش گوئی ہرگز پوری نہیں ہوتی یہی قرآن کی تعلیم ہے اور یہی توریت کی۔"

(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۲۴)

چوتھا جھوٹ اور افترا

مذکورہ اشتہار لکھنے والے قادیانیوں نے اشتہار میں لکھا ہے :۔

"اگر مرزا غلام احمد صاحب کی کسی تصنیف سے یہ ثابت ہو جائے کہ بشیر الدین محمود احمد مصلح موعود اور فضل عمر ہے تو مولانا لال حسین صاحب اختر حضرت احمد کی بیعت کر لیں گے۔"

مولانا لال حسین صاحب اختر فرماتے ہیں کہ میں نے قادیانی الہامی کی بیعت کے متعلق ہرگز ہرگز نہیں کہا تھا یہ مجھ پر بہت بڑا جھوٹ ہے بہت بڑا جھوٹ ہے کہ وہ مبالغہ سے بھی بڑا جھوٹ ہے۔ میں نے کہا تھا کہ کوئی مرزائی اپنے نبا کی کسی تحریر یا اس کے کسی ملفوظ سے ثابت نہیں کر سکتا کہ اس نے محمود احمد کو "مصلح موعود" لکھا ہو یا کہا ہو کہ ــــ محمود احمد مصلح موعود ہے۔

حضرت مولانا لال حسین صاحب اختر نے فیجی کی متعدد تقریروں میں فرمایا ہے کہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی پر میرے سینکڑوں اعتراضات ہیں دنیا کا کوئی مرزائی ان اعتراضات کے جوابات نہیں دے سکتا۔ ان اعتراضات کے ہوتے ہوئے وہ کیسے فرما سکتے تھے اگر آپ ثابت کر دیں کہ مرزا غلام احمد نے اپنے بیٹے محمود احمد کو مصلح موعود لکھا ہو تو میں مرزا غلام احمد کی بیعت کر لوں گا۔ مولانا فرماتے ہیں یہ مرزائیوں کا میرے متعلق افترا ہے۔ ان کا ارشاد ہے کہ مرزا قادیانی کی "مصلح موعود" کی پیش گوئی صریح کذب و افترا کا مجموعہ ثابت ہوئی ہے اگر بفرض محال یہ پیشگوئی سچی ثابت ہوتی تو بھی اس کے دعویٰ نبوت کی صداقت کی دلیل نہیں ہو سکتی جیسا کہ اس نے لکھا ہے :۔

"بعض فاسق اور فاجر اور زانی اور ظالم اور غیر متدین اور چور اور حرام خور اور خدا کے احکام کے مخالف چلنے والے بھی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ ان کو بھی کبھی کبھی سچی خوابیں آتی ہیں اور یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض عورتیں جو قوم کی چوہڑی یعنی بھنگن تھیں جن کا پیشہ مردار کھانا اور ارتکاب جرائم کام تھا انہوں نے ہمارے روبرو بعض خوابیں بیان کیں اور وہ سچی نکلیں۔ اس سے عجیب تر یہ کہ بعض زانیہ عورتیں اور قوم کے کنجر جن کا دن رات زنا کاری کام تھا ان کو دیکھا گیا کہ بعض خوابیں انہوں نے بیان کیں اور وہ پوری ہو گئیں اور بعض ایسے ہندوؤں کو بھی دیکھا کہ جو نجاست شرک سے ملوث اور اسلام کے سخت دشمن ہیں بعض خوابیں ان کی جیسا کہ دیکھا تھا ظہور میں آ گئیں۔" (حقیقۃ الوحی ص ۲ و ۳)

بقول مرزا غلام احمد فاسق۔ فاجر۔ زانی۔ ظالم۔ چور۔ حرام خور۔ مردار کھانے والے۔ زنا کرانے والی عورتوں، کنجریوں۔ شرک سے ملوث۔ اسلام کے سخت دشمنوں کی خوابیں سچی نکلتی ہیں اور یہ تمام چور۔ ظالم۔ مشرک اور زنا کرانے والی اپنی خوابیں سچی نکلنے کی وجہ سے استباز قرار نہیں دیئے جا سکتے ہیں اسی طرح مرزا قادیانی کی بے شمار جھوٹی پیش گوئیوں میں سے اگر بالفرض "مصلح موعود" کی پیشگوئی سچی ہو جاتی تو اس کے "مسیح موعود" اور راستباز ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتی۔

قادیانیوں کیلئے طریق کار

مسلمانان فیجی کو قادیانی احمدی اپنے مذہب میں شمولیت کی دعوت اس دے سکتے ہیں جب وہ مرزا غلام احمد صاحب کی زندگی۔ ان کی اطاعت خدا اور رسول۔ ان کی قرآن دانی اور قرآن فہمی۔ ان کے علم حدیث۔ ان کے دعاوی۔ ان کے الہامات۔ ان کے کیرکٹر (چال چلن) ان کی پیش گوئیوں وغیرہ

کے متعلق ہمارے سینکڑوں اعتراضات کے تسلی بخش جوابات سے مسلمانِ فہمی کی تسلی و تشفی کرادیں۔ ان سینکڑوں سے اعتراضات میں سے ہم بطور نمونہ ایک اعتراض پیش کرتے ہیں۔ مرزا غلام احمد صاحب کے بیٹے مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے لکھتے ہیں:۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ مرزا سلطان احمد صاحب (مرزا غلام احمد علیہ کے بڑے بیٹے۔ ناقل) سے مجھے حضرت مسیح موعود کی ایک شعروں کی کاپی ملی ہے جو بہت پرانی معلوم ہوتی ہے غالباً نوجوانی کا کلام ہے حضرت صاحب کے اپنے خط میں ہے جسے میں پہچانتا ہوں۔

بعض شعر بطور نمونہ درج ذیل ہیں ؎

عشق کا روگ ہے کیا پوچھتے ہو اس کی دوا!
ایسے بیمار کا مرنا ہی دوا ہوتا ہے.....!
کچھ مزا پایا مرے دل ابھی کچھ پاؤ گے...!
ہائے کیوں ہجر کے الم میں پڑے ؟ ؟ ؟ ؟!
مفت بیٹھے بٹھائے غم میں پڑے!
اس کے جانے سے صبر دل سے گیا؟!
ہوش بھی ورطۂ عدم میں پڑے!
سبب کوئی خداوندا بنا دے ؟؟!
کسی صورت سے وہ صورت دکھا دے!
کرم فرما کے آ او میرے جانی !!!
بہت روئے ہیں اب ہم کو ہنسا دے!
کبھی نکلے گا آخر تنگ ہو کر؟!
دلا اک بار شور و غل مچا دے!!
نہ سر کی ہے ہوش ہے تم کو نہ پا کی!
سمجھ ایسی ہوئی قدرت خدا کی؟!
مرے بُت اب سے پردہ میں رہو تم!
کہ کافر ہو گئی خلقت خدا کی ہے!
نہیں منظور تھی گر تم کو الفت!
تو یہ مجھ کو بھی بتلایا تو ہوتا!!
مری دل سوزیوں سے بے خبر ہو!
مرا کچھ بھید بھی پایا تو ہوتا ہے!
دل اپنا اس کو دوں یا ہوش یا جاں!
کوئی اک حکم فرمایا تو ہوتا ہے!

(سیرت المہدی حصہ اول طبع دوم ص ۲۴۲/۲۴۳ مرتبہ مرزا بشیر احمد ایم اے)

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے یہ اشعار اللہ تعالیٰ کے عشق کے لئے نہیں ہو سکتے کیونکہ ان اشعار میں دعا کی گئی ہے کہ اے خدا مجھے کسی صورت سے میرے معشوق کی شکل دکھا دے۔ اپنے معشوق سے یہ التجا کی ہے کہ تمہارے عشق سے میرے دل میں جو آگ لگی ہے تم میرے دل کے جلنے سے بے خبر ہو۔ اللہ تعالیٰ علیم کل ہے اس لئے یہ اشعار اللہ تعالیٰ کے عشق کے لئے نہیں۔

نہ ہی یہ اشعار حضور خاتم النبیین شفیع المذنبین صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کے اظہار کیلئے ہیں کیونکہ معشوق کو کہا ہے کہ تمہیں اپنے سر اور پاؤں کی ہوش نہیں اُسے میٹھے الفاظ میں بے سمجھ بھی کہا اور بت بھی کہا ہے۔ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں ایسے الفاظ کہنے والا ملعون اور جہنمی ہے لہٰذا یہ حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کے لئے بھی نہیں۔

باقی صفحہ ۲۶ پر

غیبت، چغلخوری اور عیب جوئی کے مفاسد اور ہلاکت خیزیاں

احادیثِ نبویؐ، صحابہ کرامؓ اور بزرگانِ دین کی حکایات کی روشنی میں

تلخیص و انتخاب :۔ حافظ خلیل احمد قیصر، کروڑ لعل عیسن

حضرت مولانا عبدالحئی صاحب فرنگی محل لکھنوی نے "غیبت کیا ہے" کے نام سے ایک کتاب تصنیف فرمائی ہے جس میں غیبت چغلخوری اور عیب جوئی کے مفاسد اور ہلاکت خیزیاں انتہائی موثر پیرائے میں بیان فرمائی ہیں۔ اور اس مسئلہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام اور بزرگان دین کی حکایات اور واقعات سے سمجھایا ہے یوں تو بہت سی حکایات ہیں لیکن ان میں سے کچھ حکایات و واقعات کا خلاصہ اور انتخاب پیش کیا جاتا ہے ہمیں ان حکایات سے عبرت حاصل کرکے کسی کی غیبت، چغلخوری اور عیب جوئی سے بچنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بچائے۔ (آمین)

قسط نمبر ۳

طاؤس کہتے ہیں جب وہ شخص حجاج کے گھر سے باہر نکلا تو میں بھی اس کے ساتھ ہولیا اور اس سے کہا، اے شخص میں تجھ سے دوستی چاہتا ہوں اور مصاحبت کی آرزو رکھتا ہوں اس شخص نے کہا اے طاؤس! تمہاری بزرگی میرے نزدیک کچھ نہیں ہے، کیونکہ تم بھی سلطان کے پہلو میں تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے کہا اے شخص! حجاج چونکہ زبردست سلطان تھا اور اس نے مجھ کو طلب کیا، مجبوراً مجھ کو جانا پڑا۔ اس شخص نے کہا اے طاؤس! تم نے حجاج کو نصیحت کیوں نہیں کی اور اس کو تعلیم کیوں نہیں دی۔ اس کی کیا ضرورت تھی کہ تم بھی اس کے ساتھ تکیہ لگا کر بیٹھے اور آرام لینے لگے۔

● ایک شخص اپنے غلام کو کسی کے ہاتھ بیچنے لگا اور بیچتے وقت خریدار سے کہہ دیا کہ اس غلام میں کچھ عیب نہیں ہے مگر یہ کہ چغل خور ہے خریدار نے کہا کچھ مضائقہ نہیں ہے جب خریدار نے اس غلام کو خرید لیا تو غلام نے فساد پھیلا دیا اس طرح کہ اپنے مولا کی بیوی سے جاکر کہا کہ تیرا خاوند تجھ سے محبت نہیں رکھتا بلکہ دوسری عورت لانا چاہتا ہے اس کی دوا یہ ہے کہ جب تیرا خاوند سوئے تو استرا لے کے اس کی گدی کے بال مونڈ کر لا اگر لایا کرے گی تو وہ تجھ سے محبت کرے گا اور اپنے مولا سے جاکے کہا کہ تمہاری بیوی تمہیں ذبح کرنا چاہتی ہے ایک روز اس کا مولا یونہی آنکھ بند کرکے لیٹ گیا وہ عورت غلام کے کہنے کے مطابق استرا لائی خاوند نے آنکھ کھول کر دیکھا تو سمجھا کہ واقعی یہ عورت مجھ کو ذبح کرنے آرہی ہے، فی الفور اسے قتل کر ڈالا۔ جب یہ خبر اس عورت کے وارثوں کے پاس پہنچی تو انھوں نے اس آدمی کو مار ڈالا۔ اس غلام کی چغل خوری کے سبب یہ فساد عظیم واقع ہوگیا۔

غیبت بغرض عبرت

● جناب رسول اللہ کا گذر دو قبروں پر ہوا، آپؐ نے لوگوں کی عبرت کے واسطے فرمایا، ان دونوں قبر والوں پر عذاب ہوتا ہے ایک میت پر اس سبب سے کہ وہ چغل خوری کرتا تھا، دوسرے میت پر اس سبب سے کہ جب پیشاب کرتا تھا تو لوگوں سے پردہ نہیں کرتا تھا بلکہ ستر کھولتا تھا (اس کو ترمذی نے روایت کیا)

● جس وقت سلیمان بن عبدالملک سلطان ہوئے اور عمر بن عبدالعزیزؒ ان کے دیوان ہوئے تو سلیمان نے ارادہ کیا کہ یزید بن مسلم وزیر حجاج کو اپنا منشی بنالیں عمر بن عبدالعزیزؒ نے کہا یا سلیمان حجاج کا تذکرہ مت کیجئے اور اس کے وزیر سے سروکار نہ رکھئے سلیمان نے کہا اے عمرؒ! میرے نزدیک حجاج سے کوئی برائی اور کسی طرح کی خیانت اس سے نہیں ہوئی عمر بن عبدالعزیزؒ نے اس نیت سے کہا تھا کہ حجاج کے وزیر کو سلیمان منشی نہ بنائے تاکہ ان کے ظلم سے نجات پائے، انھوں نے مزید کہا اے سلیمان! حجاج نے تمام مملکت میں ظلم کیا خلائق کو گمراہ کیا اس کے وزیر کو منشی بنانا خالی از خطر نہیں ہے جب سلیمان نے یہ کلام سنا تو یزید کو منشی نہ بنایا۔

ایک روز عمر بن عبدالعزیزؒ نے قیامت کی دہشت کو یاد کیا اور بہت روئے یہاں تک کہ غش میں آگئے پھر یکایک ہنسنے لگے لوگوں نے اس کا سبب پوچھا، تو فرمایا کہ میں نے ایک خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہوگئی اور حضرت ابوبکر صدیقؓ کو حساب کے واسطے ندا دی گئی، ابوبکر رضی اللہ عنہ حاضر ہوگئے اور حساب آسان ہوکر ان کو جنت میں داخل کردیا گیا، اسی طرح حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ اور حضرت علی رضی اللہ عنہم اجمعین بھی حساب دے کر جنت کی طرف روانہ ہوگئے پھر مجھ کو ایک شخص نے بلایا میں خدا کے سامنے نادم شرمندہ آیا، اللہ تعالیٰ نے مجھ پر بھی بکمال احسان حساب سخت نہ کیا، اسی دوران میں میں نے ایک مردے کو دیکھا میں نے اس کا حال پوچھا تو بولا! میں حجاج ہوں نہایت سخت عذاب میں گرفتار ہوں، لیکن عفو جناب باری کا منتظر ہوں جس کا انتظار مسلمان کرتے ہیں میں بھی اسی کا انتظار کر رہا ہوں حجاج کے کفر میں علماء کا اختلاف ہے لیکن اس نقل سے معلوم ہوا کہ وہ مومن مرا کیونکہ اس نے بیان کیا کہ جس امر کے مومن منتظر ہیں میں بھی اسی کا منتظر ہوں، اگر وہ کافر ہوتا تو ایسی بات نہ کہتا، واللہ تعالیٰ اعلم۔

● ایک انصاری کی بہن مرگئی، اس نے تجہیز و تکفین سے فراغت پائی جب گھر آیا تو اسے یاد آیا کہ میں اس کی قبر میں ایک تھیلی چھوڑ آیا ہوں اس کا ارادہ ہوا کہ قبر کو جاکر کھودے اور اپنی تھیلی نکال لاوے، جب وہاں گیا اور تھیلی نکالنے کے لئے قبر کا گوشہ کھولا تو دیکھا کہ قبر میں آگ بھری ہوئی ہے، بہن کو نہایت تکلیف ہو رہی ہے۔ فی الفور اس نے قبر کو بند کیا اور اپنی ماں

سے یہ قصہ بیان کیا اور اپنی بہن کے عمل کے بارے میں پوچھا، اس کی ماں نے کہا کہ تیری بہن میں کوئی عیب نہ تھا الّا یہ کہ چغل خوری کی عادت رکھتی تھی اور نماز اغیر وقت میں پڑھتی تھی اور طہارت میں کمی کرتی تھی، شاید اسی سبب سے اس پر سختی ہو رہی ہے۔

فضیلت درود شریف

عبدالواحد بن زید کہتے ہیں کہ ایک سال میں حج کو چلا راہ میں ایک شخص کا میرا ساتھ ہوا اور وہ شخص ہر وقت درود شریف پڑھا کرتا تھا، میں نے اس سے پوچھا کہ تم اس قدر درود کا التزام کیوں رکھتے ہو تب اس نے اپنا قصہ بیان کیا اور کہا کہ اول مرتبہ میں اپنے باپ کے ساتھ حج کرنے چلا تھا حج سے فارغ ہو کر واپسی کی ایک منزل میں سو رہا تھا کہ خواب میں کسی نے مجھ سے کہا اے شخص اٹھ تیرا باپ مر گیا ہے، جب میں اٹھا، دیکھا کہ میرا باپ مرا پڑا ہے اور اس کا چہرہ خدا کی نافرمانی کرنے کی وجہ سے قہر خداوندی سے سیاہ ہو گیا ہے، یہ حال دیکھ کر میں غمگین بیٹھا تھا کہ اتنے میں میری آنکھ لگ گئی، اور خواب میں دیکھتا ہوں کہ کالی صورت کے چار آدمی لوہے کے گرز لئے ہوئے عذاب کے واسطے میرے باپ کے سرہانے کھڑے ہیں کہ ناگاہ ایک نہایت ہی شکیل اور خوبصورت شخص آئے اور میرے باپ کے منہ پر ہاتھ پھیرا اور مجھ سے کہا کہ تیرے باپ کا منہ حسین ہو گیا اور اس کی سیاہی ختم ہو گئی، میں نے ان سے پوچھا، آپ کون ہیں؟ فرمایا میں محمد ہوں (صلی اللہ علیہ وسلم) جب میں اٹھا تو دیکھا کہ میرے باپ کے منہ کی سیاہی ختم ہو گئی ہے اور سفیدی چھا گئی ہے۔ اس دن سے میں نے درود شریف کا التزام کیا اور ہر وقت درود شریف پڑھنے لگا (اس کو احیاء العلوم کے باب صفات الموتی میں نقل کیا ہے) اس نقل سے معلوم ہوا کہ میت کے اوصاف بد بیان کرنا لوگوں کو ڈرانے کے واسطے درست ہے ورنہ عبدالواحد اس شخص پر جب اس نے اپنے باپ کی روسیاہی کا حال بیان کیا تھا خفا ہوتے اور غیبت سے منع کرتے بھائیو! ذرا اس نقل پر غور کرو، درود شریف کا التزام کرو تاکہ خوف آخرت سے نجات پاؤ۔

ماں کی نافرمانی اور بیوی کی تابعداری کا انجام

ایک جوان صحابی علقمہ قریب الانتقال ہوتے انکی زوجہ نے یہ حال حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہلا بھیجا، آپ نے حضرت بلال و علی اور سلمان اور حضرت عمار رضی اللہ عنہم کو بھیجا کہ جاؤ علقمہ کا حال دیکھو اصحاب اربعہ گئے اور دیکھا کہ علقمہ قریب المرگ ہیں لیکن ان کی زبان سے کلمہ نہیں نکلتا ہے یہ حال حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کہلا بھیجا، آپ نے ان کی بوڑھی ماں کو بلوایا، اور علقمہ کا حال پوچھا، ان کی بوڑھی ماں نے بیان کیا کہ وہ نماز پڑھتے تھے، روزہ بہت رکھتے تھے، صدقہ بہت دیتے تھے لیکن اپنی بیوی کی تابعداری کر کے میری نافرمانی کرتے تھے یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسی سبب سے ان کی زبان سے کلمہ نہیں نکلتا ہے ؎

خدا کی رضا باپ ماں کی رضا۔
ہے خفگی سے ان کی خدا بھی خفا

پھر ان کی ماں سے فرمایا کہ تم ان کے قصور کو معاف کر دو تاکہ ان کی عاقبت بخیر ہو، ماں نے کہا میرے دل کو بہت رنج ہے میں معاف نہیں کر سکتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا لکڑیوں کو جمع کر کے اس میں علقمہ کو جلا دو یہ سن کر ماں کو جوش محبت ہوا اور علقمہ کے قصور کو معاف کر دیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی کو بھیجا کہ اب دیکھو کیا حال ہے، انھوں نے جا کر دیکھا کہ علقمہ کلمۂ شہادت ادا کر رہے ہیں بعدہٗ علقمہ نے اسی دن انتقال کیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تجہیز و تکفین کی اور دفن کے بعد ان کی قبر کے کنارے کھڑے ہو کر فرمایا اے انصار اور مہاجرین جو شخص بیوی کو ماں پر فضیلت دے اس پر خدا کی اور فرشتوں کی لعنت ہے اور اس کی عبادت فرض اور نفل درجۂ قبولیت میں نہیں پہنچتی، اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر کھڑے ہو کے لوگوں کو ڈرانے کے واسطے علقمہ کا ایک وصف بد بیان کیا کیونکہ آپ کا مطلب تھا کہ جو شخص اپنی بیوی کو اپنی ماں پر بزرگی دے جس طرح علقمہ نے کیا اور توبہ نہ کرے یا ماں راضی نہ ہو تو اس پر لعنت ہے، معلوم ہوا کہ یہ صورت درست ہے۔

ھدایت: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جنت ماں کے قدموں کے نیچے ہے۔

کہہ گیا ہے مولوی اے ذوالجنان
زیر پائے مادراں باشد جناں

اگر ماں کی اطاعت سے ذرا بھی قدم ہٹایا تو سیدھا جہنم کا راستہ لے گا، جس نے والدہ کی خوب خدمت کی اس نے خدا سے جنت خرید لی ہے۔

داؤد طائی کا غیبت سے منع کرنا

ایک شخص نے داؤد طائی کے سامنے کسی کا عیب بیان کیا اور کہا کہ فلاں صوفی مست پڑا ہوا تھا اور اس کے تمام کپڑوں میں قے بھری ہوئی تھی اور اس کے ارد گرد کتے بیٹھے ہوئے تھے، طائی اس بات کو سن کر ذرا غور کر کے کہنے لگے اے شخص! اسی روز کے واسطے مہربان دوست چاہیے تاکہ اپنے دوست کی غیبت نہ کرے اس کو سعدی نے بوستان میں نقل کیا ہے اور فرمایا ہے ؎

یکے پیش داؤد طائی نشست
کہ دیدم فلاں صوفی افتادہ مست
قے آلودہ دستار و پیراہنش
گروہے سگاں حلقہ پیرامنش
چو فرخندہ خوایں حکایت شنید!
ز گوئندہ ابرو بہم برکشید!
زمانے برآشفت وگفت ای رفیق
بکار آمد امروز یار شفیق!

ایک شخص داؤد طائی کے سامنے بیٹھ کر کہنے لگا کہ میں نے فلاں صوفی کو بدمست پڑے ہوئے دیکھا اور اس کی پگڑی اور کرتے میں قے بھری ہے اور کتوں کی ایک جماعت ان کے چاروں طرف گھیرا ڈالے ہوئے تھے، یہ سن کر داؤد طائی کے ابرو پر شکن آگئی، انھوں نے تھوڑی دیر سوچ کر کہا کہ اسی دن شفیق دوست کام آتا ہے۔

ذکر حلم و غضب

زمانۂ سابق میں ایک نبی کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ جو چیز تمہیں پہلے نظر آئے اسے کھا جانا اور پھر جو چیز نظر آئے اس کو چھپا دینا اور ظاہر نہ کرنا اور پھر جو چیز نظر آئے اس کو پناہ دینا اور پھر جو چیز نظر آئے اس کو ناامید نہ کرنا اور اس کے کہنے کے مطابق کرنا پھر جو چیز نظر آئے اس سے بھاگنا جب صبح ہوئی تو سب سے پہلے ان کی نظر

ایک عظیم الشان پہاڑ پر پڑی متحیر ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے حکم کیا ہے کہ پہلی چیز کو کھا جاؤ، اب اس پہاڑ کو کس طرح کھاؤں پھر خیال کیا کہ حکم کے مطابق کرنا چاہئے، جب پہاڑ کو کھانے کا ارادہ کیا تو وہ کم ہونے لگا یہاں تک کہ ایک نہایت شیریں لقمہ ہو گیا اور انھوں نے اس کو کھایا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا، اس کے بعد ان کے سامنے ایک سونے کا طشت آیا چونکہ اللہ جل شانہ نے فرمایا تھا کہ دوسری چیز کو چھپا ڈالنا انھوں نے زمین کھود کر اس طشت کو دفن کر دیا اور وہاں سے روانہ ہوئے تھوڑی دیر کے بعد جب پیچھے دیکھا تو وہی طشت زمین کے اوپر پڑا ہے تو پھر اس کو دفن کیا پھر اس کو نکلا ہوا پایا دو تین مرتبہ ایسا ہی کیا جب ہمیشہ طشت باہر آنے لگا تو اس کو چھوڑ کر آگے بڑھے دیکھا کہ ایک چڑیا نہایت مضطرب آئی اور ایک باز اس کے پیچھے شکار کے واسطے دوڑا ہوا آیا چونکہ خدا تعالیٰ کا حکم تھا کہ تیسری چیز کو پناہ دینا اس لئے انھوں نے اس چڑیا کو پناہ دی اور اس کو باز سے بچایا، اس بات کو دیکھ کر باز کہنے لگا کہ یا نبی اللہ ..... تم نے میرے شکار کو پناہ دی، اب میری بھوک کی کچھ تدبیر کیجئے نبیؑ نے خیال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم کیا تھا کہ چوتھی چیز کو نا امید نہ کرنا اس واسطے میں اپنی ران کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دے دیتا ہوں، چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا، بعد میں ان کی نظر میں ایک مردار آیا خدا کے حکم کے مطابق نبی اس سے بھاگے جب شام ہوئی تو نبی علیہ السلام نے کہا یا اللہ میں نے تیرے حکم کے مطابق کیا، اب اس کی حکمت بیان فرما، جب نبی علیہ السلام سو گئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے الہام ہوا اے نبی علیہ السلام! پہلی چیز جو تم نے کھائی وہ مثال غصہ کی ہے جس طرح وہ پہاڑ پہلے بہت بڑا تھا جب تم نے کھانے کا ارادہ کیا تو نہایت چھوٹا ہو گیا اور اس میں مٹھاس پیدا ہو گئی اسی طرح غصہ ہے کہ جب شروع میں آدمی کو آتا ہے نہایت جوش ہوتا ہے، پھر اگر آدمی نے حلم کو دخل دیا اور غصے کو کھایا وہ کھانا نہایت مفید ہوتا ہے کہ دنیا میں وہ شخص بردبار کہلاتا ہے اور آخرت میں اس کا بدلہ پاتا ہے لہٰذا غصہ کو پی جانا اور اپنے نفس میں بردباری کی صفت پیدا کرنا اولاً نہایت شاق معلوم ہوتا ہے جیسے پہاڑ کا کھانا اور جب آدمی پختہ ارادہ کر لیتا ہے تو غصہ کو مثل شہد پی جاتا ہے، جس طرح شہد کے کھانے میں نفس کو ایک فرحت حاصل ہوتی ہے اسی طرح غصہ کے کھانے میں بھی آدمی کو دارین میں خیر حاصل ہوتی ہے چنانچہ اسی مضمون کی طرف شعراء نے اشارہ کیا ہے اور کہا ہے ؎

الحلم اوله مر مراقته
لكن آخره احلى من العسل

باقی آئندہ

بقیہ: لنگوکا کے مرزائی

قادیانی بتائیں کہ ان کے نبی کے یہ اشعار کس جانی کس محبوب اور کس معشوق کی یاد اور فراق میں کہے گئے تھے؟ ایسے جان گداز جان سوز دل سوز عشق اور ایسی شدید بے صبری کا اظہار کرنے والا مجدد۔ مسیح اور نبی ہو سکتا ہے! جو شخص اپنے معشوق کے حکم پر اپنی جان قربان کرنے کیلئے تیار ہو وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے مقدس رسول کی اطاعت کیسے کر سکتا ہے؟

اشتہار شائع کرنے والے قادیانیو! ؎

نہ تم صدمے ہمیں دیتے نہ ہم فریاد یوں کرتے
نہ کھلتے راز سربستہ نہ یوں رسوائیاں ہوتیں
قیامت خیز ہے افسانۂ پردرد و غم میرا
نہ کھلواؤ زبان میری نہ اٹھواؤ قلم میرا

محمد حنیف سیکرٹری مناظرہ کمیٹی قیصر مسلم لیگ
پوسٹ بکس نمبر ۱۱۹ لنگوکا ۲۱ دسمبر ۱۹۶۸ء)

بقیہ: ختم نبوت

تو اس ٹھیک ہو گئے تھے۔ یا اس کا دعویٰ نبوت سچا اور مبنی بر حقیقت تھا۔ کیا یہ نتیجہ اخذ کرنا قرین قیاس نہیں کہ مرزا قادیانی ۱۹۰۱ء سے پہلے بھی اسلام دشمن عناصر کے مذموم مقاصد کے حصول کی خاطر سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے شیطانی پیچ میں پھنسانے کے لیے یہ سارا ڈھونگ رچا رہا تھا اور ۱۹۰۱ء کے بعد بھی اپنی مکروہ و ناپاک عزائم کے حصول کو منزل بہ منزل پہنچاتے ہوئے اس نے دعویٰ نبوت کرکے امت مسلمہ میں رخنہ سازی کا وہ کارنامہ سر انجام دیا جو غیر مسلم طاقتیں صدیوں تک بھی نہ دے سکیں تھیں۔ لہٰذا بقول مرزا قادیانی خود

"دعویٰ نبوت کرکے مستحق لعنت ہوا"

بلکہ تناقض کلام کا حامل ہونے کی وجہ سے

"مخبوط الحواس۔ پاگل، مجنون، جھوٹا اور مکار ذلیل"

کا رفیق ہو گیا۔

بقیہ: ہجو نما تجزیئے

کسی قسم کی بکواس سننے کے لئے تیار نہیں، خواہ اس کے لئے ہمیں کتنی ہی قربانی کیوں نہ دینی پڑے ؎

غرض مطلب سے جھجک جانا نہیں زیبا ہمیں
صاف ہے نیت اگر اپنی تو کیا پرواہ ہمیں
بندۂ مومن کا دل بیم و ریا سے پاک ہے
قوتِ فرماں روا کے سامنے بے باک ہے

(اقبالؒ بہ تغیر الفاظ)

بقیہ: نومسلم کے تاثرات

میری بیوی انتہائی نیک سیرت، قرآن پاک و صوم و صلوٰۃ کی پابند ہے اور میرے دینی و مذہبی کاموں میں بڑی مدد کرتی ہے اور اب میرا تبلیغی جماعت سے گہرا تعلق ہے۔ میں کسی ہندو سے نہیں ڈرتا، میں اب اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں اور میرے مطالعہ میں اسلامی کتب و دینی رسائل رہتے ہیں۔ میں صحابہ کرامؓ کے واقعات سے بہت متاثر ہوا ہوں میں صحابہ کرامؓ کی سیرت و کردار سے ہی داڑھی رکھ لی ہے۔ میری تمام توجہ اب اسلام کی طرف ہے۔ میری تمام غیر مسلم قوموں کو دعوت ہے کہ وہ اسلام قبول کر لیں، اسی میں نجات و آخرت کا فائدہ ہے خصوصاً ہندو قوم کو میں اللہ تعالیٰ کی حقانیت کا درس دے رہا ہوں۔ ہندوؤں نے رب اپنے ہاتھ سے بنائے ہوئے ہیں، یہ کسی کی مشکل کیا حل کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی سب کی مشکلات حل کرتا ہے۔

میں نے جب اللہ تعالیٰ کے پاک کلام قرآن پاک کی تلاوت کی تو میں نے اللہ تعالیٰ کو وحدہٗ لاشریک پایا۔ اور اسلام لانے سے قبل میرا روزانہ شراب کی تین بوتلیں پینے کا معمول تھا مجھے جو اطمینان اسلام قبول کرنے کے بعد ملا ہے، اس کا میں اظہار نہیں کر سکتا۔ میں آج اپنے آپ کو پرسکون سمجھتا ہوں۔ قرآن پاک ہی ایک ایسی آسمانی کتاب ہے جو شخص بھی اس کو توجہ سے پڑھے گا۔ اس کو ہدایت مل جائے گی۔

ایک سوال کے جواب میں بتایا کہ میری آخری خواہش ہے کہ حج بیت اللہ و زیارت روضۂ رسول صلی اللہ علیہ

وسلم کو جاؤں اور اپنے گناہوں کی اللہ تعالیٰ کے حضور میں معافی مانگوں۔ میری تمام مسلمان بھائیوں سے درخواست ہے کہ میرے لیے دعا کریں کہ میری آخرت میں بخشش ہو جائے اور تمام مسلمانوں کی آخرت میں بخشش ہو جائے آمین

بقیہ: انسانیت موت کے کٹہرے میں

ہلاکتیں کی تھیں۔ کیا اس وقت کے انسان کو کھانے کے لیے روٹی، تن ڈھانپنے کے لیے لباس اور رہنے سہنے کے لیے مکان میسر نہ تھا؟ لیکن تاریخ کی سچائیاں بول اٹھتی ہیں کہ نہیں یہ سب کچھ میسر تھا لیکن پھر بھی وہ ضلالت و گمراہی کیا تھی۔ جس سے یتیم مکہ کے انقلاب رحمت نے انسانیت کو نجات دلائی تو سب سے بڑی تباہی اور راز دیت ناک روگ یہ تھا کہ موت کا حقیقی مقصد انسانیت بھول چکی تھی۔ انسانیت اس ضلالت و ہلاکت کے گڑھے میں گر گئی تھی کہ جس سے نکلنا ایک عام آدمی کے بس کی بات تھی۔ ایک معبود حقیقی کے حضور جبین نیاز جھکانے کی بجائے ہوس نے چھوٹے بڑے آستانے بنا ڈالے تھے۔ وہ خرافات اس دور میں ہوتے تھے کہ اس بگڑے ہوئے انسان کے کرتوت دیکھ کر انسانیت اشکبار ہو جاتی۔ ان سنگدلوں کے ہاتھوں انسانیت کا یہ حشر ہو رہا تھا کہ انسان نے پانی کو بھی معبود بنالیا گنگا اور جمنا کی لہروں پر بھی سجدے نچھاور کیے۔ شعلے اور چنگاریاں سجدے کے قابل ٹھہریں۔ لیکن اسلامی انقلاب کے قائد عظیمؐ نے انسانی جبین کی نیاز مندیوں کے لیے صرف اور صرف ایک آستانہ تجویز فرمایا اور وہ ہے "بارگاہِ الوہیت" کا۔

لیکن انسانیت کو صرف ایک رب کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہونے کا سبق دینے والے قائدؐ کی یہ عظمت ملاحظہ فرمایئے کہ خود اپنے سامنے کسی انسان کو سر نہیں جھکانے دیا۔ بلکہ ایک مرکز پر بنی نوع انسان کو جمع کیا، جبین کو آوارگی سے نجات دلا کر ایک آستانہ پر جھکا کر دوسرے تمام آستانوں سے بے نیاز کر دیا۔ اور یہی موت کا مقصد ہے کہ موت کے بعد آنے والی لافانی زندگی انسانیت کے فلاح و کامیابی کے قدم چومے کہ انسان اپنے خدا کو پہچان کر اس کی الوہیت و ربوبیت کا اقرار صدقِ دل سے کر کے موت کے حقیقی مقصد کو حاصل کریں

بقیہ: نظام الملک طوسیؒ

امام الحرمین ابو اسحٰق شیرازیؒ ابو علی فارمدی اور امام ابو قاسم قشیریؒ جو اپنے دور کے ممتاز ترین عالم تھے۔ نہ صرف یہ کہ نظام الملک سے ربط ضبط رکھتے تھے بلکہ اس کے مشیر و مداح تھے اور یہ انہیں بزرگوں کی صحبت کا نتیجہ تھا کہ نظام الملک میں زہد و عبادت، عدل پروری، رعایا کی خبرگیری اور اسی قسم کی دوسری صفات نے جلا پائی۔ نظام الملک نے ایک مرتبہ اپنی نیک نامی کا محضر تیار کیا اور تمام علماء سے اس پر رائے لکھے سب نے اس کی نیکی کی تصدیق کی لیکن ابو اسحٰق شیرازیؒ نے اس پر یہ پر معنی جملہ لکھا۔

"دو سب ظالموں میں نظام الملک اچھا ہے"

ابو اسحٰق کی یہ رائے انتہائی سخت اور ناپسندانہ معلوم ہوتی تھی۔ لیکن نظام الملک نے جب اسے پڑھا تو اس کی آنکھ میں آنسو آگئے اور اس نے کہا "ابو اسحٰق سے زیادہ کسی عالم نے صحیح نہیں کہا" (ملخصاً ماخوذ)

بقیہ: نسبت باری

الحبیب والحبیب لا یمنع من ذکر الحبیب "تسمیہ میں حبیب (دوست) کے نام کا تذکرہ ہے اور دوست کو دوست کا نام لینے سے کسی حال سے نہیں روکا جاتا۔ اسی لئے قرأۃ تو ممنوع ہے۔ لیکن تسمیہ ممنوع نہیں!!!

بقیہ: عہد نبوی میں

اور لوگ قصداً پیچھے رہ گئے تھے۔ ابو خیثمہ کو دیکھ کر ان کی غیرت نے جوش مارا اور وہ بھی مجاہدین میں شامل ہو گئے۔

ضرب حیدری

جنگ خندق میں قریش مسلسل خندق پار کرنے کی کوشش کر رہے تھے لیکن کوئی صورت نظر نہ آتی تھی۔ ان کے ساتھ ایک نامی گرامی پہلوان عمرو بن عبد ود تھا۔ اس نے چند دوسرے ساتھیوں کے ساتھ ایک تنگ جگہ پر خندق کو پار کر کے مسلمانوں کو للکارا "کون ہے جو میرا مقابلہ کرے" اس پر حضرت علیؓ فوراً سامنے آگئے اور بولے۔

"کیا تم قسمیں نہیں کھایا کرتے تھے کہ اگر قریش کا کوئی شخص تم میں تین باتوں کی دعوت دے تو تم ان میں سے ایک بات ضرور قبول کرو گے"

عمرو۔ ہاں

علیؓ۔ تو پھر میں تمہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا ہوں۔

عمرو۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔

علیؓ۔ واپس چلے جاؤ۔

عمرو۔ نہیں ہو سکتا۔

علیؓ۔ تو آؤ پھر نیچے اترو اور مجھ سے جنگ کرو۔

عمرو۔ اللہ کی قسم! میں تمہیں قتل کرنا نہیں چاہتا۔

علیؓ۔ لیکن میں تمہیں قتل کرنا چاہتا ہوں۔

عمرو کو یہ سن کر طیش آگیا۔ لال پیلا ہو کر وہ گھوڑے سے اترا اور حضرت علیؓ کے سامنے شمشیر بکف تن گیا۔ حضرت علیؓ پا پیادہ تھے۔ عمرو بن عبد ود کی تلوار سر پر لگی مگر آپؓ کی تلوار نے اس کا سر ہی قلم کر دیا پھر کسی کو خندق پار کرنے کی جرأت نہ ہو سکی۔

بقیہ: آپ کے مسائل

ہے۔ اس کا ایک ایک اعضاء گھل کر خاک ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جب قیامت کے دن اٹھائے گا تو معاف فرمائیں۔ ذات باری تعالیٰ لنگڑے۔ لولے۔ نابینا تو نہیں اٹھائے گا۔

جواب: اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنے اعضاء کسی کو دینے کا مالک نہیں بنایا اور حکم الٰہی کے بغیر انسانی اعضاء میں تصرف کا حق نہیں رکھتا جو لوگ مرنے کے بعد آنکھوں کا عطیہ کسی کو دینے کی وصیت کرتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ وہ یہ فیاضی زندگی میں کیوں نہیں کرتے وجہ ظاہر ہے کہ زندگی میں ان چیزوں کی ضرورت سمجھی جاتی ہے اور مرنے کے بعد کی زندگی پر ایمان نہیں۔ اس لیے وہاں ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ قبر میں اگر انسان گل سڑ جاتا ہے تو انسان کو دفن ہی نہیں کرنا چاہیئے بلکہ اس کے اعضاء کو کام میں لانا چاہیے۔ بہر حال ہمیں انہی کاموں کی اجازت ہے جن کی اللہ تعالیٰ نے اجازت دی ہو۔ محض اپنی عقل اور رائے سے کسی چیز کو اچھا یا برا سمجھ لینا صحیح نہیں۔

جنت میں گھر بنائیں

ارشادِ نبویؐ

"جس نے اللہ کیلئے
مسجد بنائی، اللہ تعالیٰ
اس کا گھر جنت میں بنائینگے"۔

سب سے اچھی
جگہ مسجدیں ہیں
—— الحدیث

پُرانی نمائش چوک پر واقع

"جامع مسجد بابُ الرحمت (ٹرسٹ)

خستہ حالی اور بوسیدہ ہو جانے کی وجہ سے شہید کردی گئی ہے اور اب اس کی از سرِ نو تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے۔ اہلِ خیر حضرات اس صدقہ جاریہ میں دل و جان سے حصّہ لیکر مسجد کی تعمیر کو پایۂ تکمیل تک پہنچائیں۔ اس وقت نقد رقوم کے علاوہ سیمنٹ، لوہا، بجری، ریت اور متعلقہ تعمیری سامان کی اشد ضرورت ہے۔ جو دوست جس صورت میں بھی تعاون کرنا چاہیں وہ مندرجہ ذیل پتہ پر رابطہ قائم کریں۔

نوٹ:۔ واضح رہے کہ دفترِ ختمِ نبوت بھی اسی مسجد میں واقع ہے۔

جامع مسجد بابُ الرحمت (ٹرسٹ)

پُرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی نمبر ۳، فون نمبر:۔ ۷۷۸۰۳۳۷

اکاؤنٹ نمبر ۶۷۷۲ الائیڈ بنک بنوری ٹاؤن برانچ